Regd No. P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۲

شمارہ ۴

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

نائب فیض احمد گجراتی

شرح چندہ

سالانہ چھ روپے

ششماہی ۵۰-۳

ممالک غیر ۵۰-۷

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

| ۲۴ صلح سنہ ۱۳۴۲ ہش | ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۸۲ھ | ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۶۳ء |
| --- | --- | --- |

## اخبار احمدیہ

ربوہ - ۱۹ جنوری - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل مجریہ ۲۰ جنوری میں اطلاع مظہر ہے:-

"کل دن بھر حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔" الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے ہمارے پیارے آقا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ بخشے۔ آمین

ربوہ - ۱۹ جنوری - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ الحمد للہ۔ احباب صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماتے رہیں

قادیان - ۲۲ جنوری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

رمضان المبارک میں احباب خصوصیت سے حضور کی صحت کے لئے دعائیں کریں

# اسلام میں میرے لئے سب سے بڑی کشش یہی ہے کہ

# یہ انسان کو صحیح راہِ عمل سے آگاہ کرتا اور اس پر گامزن ہونے کی اہلیت بخشتا ہے

## یورپ کی ایک نومسلم خاتون کے تاثرات

سیرالیون (مغربی افریقہ) کے شہر بو سے شائع ہونے والے انگریزی اخبار "دی افریکن کریسنٹ" (The African Crescent) کی اشاعت بابت اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء میں یورپ کی ایک نومسلم خاتون محترمہ نورا ثریا نے (Nora Surayya Nye) کا ایک قابلِ قدر مضمون زیرِ عنوان "گرجا سے چل کر مسجد تک" شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اس امر پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی ہے کہ عیسائیت ترک کر کے انہوں نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ سے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے (ایڈیٹر)

اگر صحیح فکر سے کام لیا جاتے تو اسلام میں نہ تو اتنی زیادہ لچک ہے، اور نہ وہ لچک سے اس درجہ عاری ہے جتنا کہ بعض غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ اسلام مادی بہتری اور آسائش کا حامی ہے۔ کسی مروجہ لباس، بود و باش کے طریق، سائینسی علوم اور طرزِ حکومت کے خلاف اس کے اعتراضات کی نوعیت بالکل مختلف ہے۔ وہ ہرگز اس شدت کے حامل نہیں ہیں جتنا کہ بالعموم دوسروں کی طرف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

اسلام انسانوں کے سماجی تعلقات اور حالات بہتر بنانا چاہتا ہے اور اپنی اس کوشش میں وہ ہمیشہ ہی کامیاب ثابت ہوا ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب اور مختلف سماجی اور سیاسی نظام اس میں بُری طرح ناکام ثابت ہوتے رہے ہیں۔ آج دنیا تے انسانیت کو نسل، رنگ، ذات پات، شراب اور طلاق وغیرہ کے بہت سے مسائل درپیش ہیں جن کا افراد اور اقوام کی خوشی اور خوشحالی سے براہِ راست تعلق ہے۔ اسلام نے ان سب مسائل کو ایسی خوبی اور عمدگی سے حل کیا ہے کہ اگر ہر شخص ان سے متعلق اسلامی احکام کو اپنا لے اور ان پر عمل پیرا ہو جاتے تو یہ دنیا رہنے اور زندگی بسر کرنے کے لحاظ سے یقیناً ایک نئی اور بہت بہتر قسم کی دنیا بن جائے۔!

جب مسجد کی سادہ چٹائی پر ایک بادشاہ شہر کے ایک غریب ترین مزدور کے دوش بدوش باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے حضور ایک ساتھ سجدہ ریز ہوتا ہے تو مرتبہ و مقام کے تمام امتیازات اسلامی اخوت کی پُر وقار وحدت اور مساوات کے سانچہ میں ڈھل کر یکسر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام ہر شخص کی قدر و قیمت کو اس کے ذاتی اوصاف اور ذاتی اہلیت کی بناء پر جانچتا ہے نہ کہ خاندانی وجاہت اور پیدائش کی بناء پر۔

میرا نظریہ یہ ہے کہ جو شخص سنجیدہ، باوقار، صابر و شاکر، محنتی، شریف، اطاعت گذار، ہشاش بشاش، باعفت اور معقولیت پسند ہو، وہ زندگی کی حقیقی مسرتوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ جو مذہب ہمیں ان اوصاف سے واضح طور پر متصف کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اس سے نفرت کا سوال پیدا ہو تو کیوں؟ میں اسلام کی کامل صداقت پر اور اس بات پر دل سے ایمان رکھتی ہوں کہ وہ ایک آسمانی بشتی اور پاک مقصد لے کر دنیا میں آیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ کوئی شخص بھی جو کھلے دل اور پوری غیر جانبداری کے ساتھ صحیح نقطۂ نظر سے اسلام کا مطالعہ کرتا ہے وہ بجز اس کے کسی اور نتیجہ پر بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسلام زندگی اور پیغام عمل سے اس قدر بھرپور اور معمور ہے کہ اسے توتِ عمل کے کسی مظہر سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

عیسائی حضرات اکثر اسلام کو ایک جنونی مذہب کے طور پر یاد کرتے ہیں جب میں ایک عیسائی گرجا سے ایک رکن کے طور پر منسلک تھی تو مجھے اس گرجا کے پادری نے اسلام کا ذکر کرتے ہوتے یہی کچھ بتایا تھا۔ اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا یہ کہنا دراصل رشک کی بناء پر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو جنونی مذہب قرار دے کر درپردہ وہ اس خواہش کا اظہار کر رہا تھا کہ اے کاش! گرجا میں عبادت کی غرض سے آنے والے اس کے اپنے حلقہ کے عیسائی بھی مسیحیت پر ایمان رکھنے میں ایسے ہی جنونی بن جائیں!!

میرے ایک رشتہ دار تھے جو اب وفات پا چکے ہیں وہ دنیا بھر میں گھوم چکے تھے۔ سات سمندر انہوں نے پار کئے اور پانچ براعظموں کی جی بھر کر سیر کی۔ بمبئی سے واپس آ کر انہوں نے بتایا کہ عیسائی تو ہفتہ میں صرف ایک بار گرجا میں جاتے ہیں اور پھر بھی سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑا تیر مارا ہے، عبادت کے تعلق میں ان پر جو فرض عاید ہوتا تھا اسے انہوں نے پورا کر دیا ہے۔ برخلاف اس کے مسلمان اپنے مذہب سے کہیں زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں وہ بلا جبر محض اپنی مرضی سے دن میں پانچ مرتبہ خدا کے حضور جھکتے اور اس کی حمد بجا لاتے ہیں۔

سال کے سال مسلمان دو تہوار مناتے ہیں۔ ان تہواروں کے روز ہر شہر کے تمام مسلمان سب کام کاج چھوڑ کر چھٹی مناتے ہیں اس کے باوجود نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے زائد پولیس وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اس ہنگامہ میں بھی غیر شریفانہ اور غیر ذمہ دارانہ حرکات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ایک طرف کرسمس کے عیسائی تہوار اور شام نوروز کی مسیحی تقریبات اور دوسری طرف عیدین کی اسلامی تقریبات میں جو فرق ہے وہ اس قدر واضح اور نمایاں ہے کہ اس کے بارہ میں مزید کچھ کہنا لاحاصل ہے۔

عیسائیوں میں یوں تو چالیس روزے مقرر ہیں لیکن ان کی کوئی بھی پابندی نہیں کرتا۔ بلکہ علی الاعلان ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے مسلمان کمال باقاعدگی اور پوری سنجیدگی و وقار کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں ادنیٰ واعلیٰ، چھوٹے بڑے سب دن کے وقت کچھ کھائے پئے اور نازہ دم ہوئے بغیر اپنا اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔ مزدور پھاوڑا چلا رہے ہوتے ہیں۔ اور پڑھے لکھے لوگ قلم گھس رہے ہوتے ہیں۔ سب کے سب نیکی و تقویٰ اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار اور اسی کے رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں یہ کہنا ہرگز ناانصافی نہ ہوگی کہ یہ روح اور یہ جذبہ مروجہ عیسائیت میں ناپید ہے

ایک بات بالعموم عیسائی مشنریوں کے تجربہ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ ایک مسلمان کو اپنا مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

بروپرائٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

سنہ ۱۹۶۳ء
ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۴ر جنوری

# یومِ جمہوریت

اب کے ۲۶ر جنوری کو حسبِ سابق ۱۵ واں یومِ جمہوریت منایا جا رہا ہے مگر سالہائے ماسبق کے مقابل پر اس سال کا یہ جشن بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ کیا بہ لحاظ سرکاری طور پر بالکل سادہ طریق سے منائے جانے کے فیصلہ کے اور کیا بہ لحاظ حالات کی نزاکت اور قومی مفاد اور وقت کے تقاضا کے۔ جہاں تک سادہ طریق پر اس دن کے منائے جانے اور دوسرے پروگراموں میں اصلاحی اقدام کا تعلق ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر سنجیدہ مزاج ہندوستانی اس تبدیلی کو پسند کرے گا۔ بدلے ہوئے حالات کے پیشِ نظر جبکہ ملکی دفاع کے لئے ایک ایک پیسے کی ضرورت ہے ایسی تقریبات کو اسی ڈھنگ سے منایا جانا زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ فضول خرچیوں پر روپیہ صرف کرنا چنداں دانشمندی نہیں اور نہ ہی ایسے پروگرام اب قوم کو زیب دیتے ہیں۔

جیسا کہ وزیر اعظم اور دیگر نیتاؤں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ دورانِ سال میں ہمارے ہمسایہ ملک چین نے حملہ کر کے جہاں اپنی اصلیت کو ننگا کر دیا ہے وہاں خود ہمیں بھی گویا جھنجھوڑ کر ہماری ایسی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مدت سے گویا ان کی طرف بے اعتنائی ہی برتی جا رہی تھی۔

محض مغرب کی اندھا دھند تقلید کے تحت ناچ گانوں کو ترقی کا موجب قرار دے دیا گیا اور سمجھا جانے لگا کہ مغربی لوگوں کی طرح ہماری تفریحات بھی ان ہی پروگراموں میں حصہ لینے سے حاصل ہوتی ہیں مگر اس بات کو اصلاً بھلا دیا گیا کہ انہوں نے تو ہر میدان میں ترقی پہلے کی اور تفریحات کو بعد میں اپنایا مگر ہم ہیں کہ آزادی ملنے پر ترقی کے صرف چند ہی شعبوں کے اجراء اور بعض اصولوں کے اعلان سے سمجھ بیٹھے کہ بس ہم بھی ترقی کے اس زینہ پر چڑھ گئے جہاں مغرب کی طرح ہمیں بھی تفریحات میں اسی ڈھنگ سے حصہ لینے کا حق حاصل ہو گیا ہے!!

الغرض یہ جو اونچی سطح پر بھنگڑہ وغیرہ کے پروگراموں کو موقوف کر کے ان کی جگہ جنگی گشت اور قوم میں جرأت و دلیری۔ مالی و جانی قربانیوں کے لئے بہترین جذبہ پیدا کرنے والی نظمیں اور اشعار اور گیت گانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہم دل سے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

یہ جو ۲۶ر جنوری کو "یومِ جمہوریت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ چینی حملہ نے اس دن کی اہمیت و عظمت کو بھی زیادہ اجلی اور روشن کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ جب چین نے ہندی چینی بھائی بھائی کی مٹی پلید کرتے ہوئے امن و صلح سے رہنے والے پڑوسی کے ساتھ غداری کرتے ہوئے اچانک اس کی کمر میں چھرا گھونپا تو جس اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ بھارت واسیوں نے اس کے جواب میں کیا اس نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ بھارت میں نظامِ جمہوریت رائج ہے اسے بھارت واسیوں کی پوری تائید حاصل ہے۔ یا بلفظِ دیگر جمہوریت "سب باشندگان کے دل کی آواز ہے"!!

ابھی چند مہینوں کی بات ہے کہ ملک میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لئے ملک کے سیاسی رہنما بڑے ہی متفکر تھے۔ کیونکہ محض آرام طلبی کی زندگی اختیار کر کے اور اپنی اصل ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے کچھ آپسی اختلافات ایسے سر ابھار رہے تھے کہ جن کو ہر محبِ وطن ملک کے لئے تباہی و بربادی کا باعث سمجھتا تھا۔ ایسے وقت میں چین کے ایک ہی حملہ سے ملک کی فضا یکسر بدل گئی اور بجلی کی طرح ۴۴ کروڑ کی آبادی میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور سب ہی چونک پڑے۔ اور ملکی دفاع کی خاطر باہمی اختلافات ختم ہو گئے۔

جس طرح رات کی موجودگی میں دن کی قدر ہوتی ہے۔ بیماری دیکھنے کے بعد ہی ایک انسان تندرستی کی قدر و قیمت جانتا ہے۔ بھارت واسی کمیونسٹ نظام حکومت کے مقابل پر اپنے ملک میں رائج نظامِ جمہوریت کی خوبیاں دیکھتے ہیں تو اس کے قیام و بقا کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے اپنے نفسوں کو تیار پاتے ہیں۔ چنانچہ نہ صرف چینی حملہ کے وقت ملک کے طول و عرض میں زبانِ حال سے اس کا مظاہرہ کیا گیا بلکہ اب بھی برابر ایسا ہی نمونہ دکھایا جا رہا ہے۔

پس اس وقت جبکہ ۱۵ واں جشنِ جمہوریت منایا جا رہا ہے ہر بھارت واسی کو پہلے تو خدا کا شکر جس نے ہمیں غیر ملکیوں کے پنجۂ استبداد سے نجات بخشی اور پھر ہمیں اپنے ملک میں ایسا نظام رائج کرنے کی توفیق دی جس سے ہر بھارت واسی کی گردن اونچی ہے۔ اس لئے کہ دستور کی رو سے بھارت میں بسنے والے سبھی افراد کے حقوق مساویانہ ہیں اور تحریر و تقریر اور مذہبی پرچار و خیالات کے اظہار کی پورے طور پر آزادی حاصل ہے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کی ہر بھارت واسی کو قدر کرنی چاہئے۔ ذرا ان ملکوں کے حالات کا مطالعہ کریں جہاں ایسا نظام رائج نہیں۔ جن کی نہ کوئی اپنی رائے ہے اور نہ ہی وہ اپنی بات کھل کر بیان کر سکتے ہیں۔ جہاں آزادانہ مذہبی پرچار تو کجا مذہب کو سرے سے ختم ہی کیا جا رہا ہے۔ اور طرح طرح کے طریقوں سے مذہب سے عوام کی توجہ کو ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے!!

غرضیکہ چینی حملہ کی صورت میں جو نمونہ بھارت واسیوں نے دکھایا وہ نہ صرف یہ کہ بہت ہی قابلِ قدر ہے بلکہ ہر سنجیدہ مزاج جمہوریت پسند آزاد شہری، خوددار محبِ وطن سے اس کی توقع کی جاتی ہے۔

صرف چینی حملہ کی پسپائی ہمارا مطمح نظر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اندرونی ترقی کے ساتھ ملک کو دفاعی نقطۂ نگاہ سے بھی مضبوط تر ہو جانا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر بھارتی حکومتِ وقت کی پالیسی کی تائید کرے۔ اس کے بنائے ہوئے پروگرام کو ہر ممکن طریق پر کامیاب بنانے کی سعی کرے اگر لوک راج کا مطلب عوام کا اپنا راج ہے تو اس راج کی حفاظت کے لئے عملی اقدام اور اس کے لئے کچھ قربانیوں کی بھی ضرورت ہے۔ جس کا کچھ اعلےٰ نمونہ تو پیش کر دیا گیا۔ مگر اس قدر پر انحصار کر لینا اور اسی کوشش پر مطمئن ہو جانا درست نہیں۔ بلکہ اس کے لئے لگاتار محنت، مسلسل قربانیوں اور عملی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ پس ہر آنے والا ۲۶ر جنوری کا یومِ جمہوریت سب بھارتی باشندوں کو عمل کی دعوت دیتا ہے۔ اب یہ ان کا کام ہے کہ وہ اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان میں اتریں اور تن من دھن کی قربانی کے ساتھ اپنی اس پیاری اور قیمتی متاع کی حفاظت کریں۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ملک کے لئے مفید وجود ثابت ہو تا ہمارا ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو کر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور وہ آزادی جو بڑی محنت اور بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کی گئی اس کے شیریں پھل سب بھارت واسیوں کو کھانے نصیب ہوں۔

# ماہِ صیام آیا

انسان فطرتی طور پر ہر آن خدا تعالےٰ کی مدد اور اس کی طرف سے سہارے کا محتاج ہے بلکہ اگر زیادہ غور سے دیکھا جائے تو ایک شخص اپنی انگلی نہیں ہلا سکتا۔ ایک قدم نہیں چل سکتا۔ ایک لفظ منہ سے نہیں نکال سکتا معمولی سا کام بھی تو از خود نہیں کر سکتا جب تک اس کے پیچھے خدا تعالےٰ کی قدرت اس کو سہارا دینے والی اور اس کو توفیقِ عمل بخشنے والی نہ ہو

انسان کی اس فطری کمزوری کے سبب اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کہ تم جو ہر آن میری اعانت کے محتاج ہو تو تمہیں مناسب ہے کہ صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اسے طلب کرتے رہو سب جانتے ہیں کہ ہر کام کے انجام تک پہنچانے کے لئے کچھ نہ کچھ محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے کسی نہ کسی حد تک کچھ تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اور یہی سادہ طور پر صبر کے معنے ہیں یعنی تکلیف کو برداشت کرنا۔ اور صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ گویا استعانت کے لئے ایک طرف انسان کو ذہنی تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے وہاں ساتھ کے ساتھ دعا پر بھی زور دینا چاہئے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی محدود طاقتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسی طاقتور ہستی سے مزید قوت و طاقت عطا کرنے کی درخواست کریں جس کو ہر طرح کی طاقتیں حاصل ہیں۔ اور اس کی رحمتوں اور فضلوں کے طلبگار رہیں۔

ظاہر ہے کہ روزہ کے یہی بڑے بڑے دو اجزاء ہیں باوجود گھر پر کھانے پینے اور آرام و آسائش کی جمیع سہولیات میسر ہونے کے ایک مومن محض ارشادِ خداوندی کی خاطر یا بلفظِ دیگر رضائے الٰہی کے حصول کے لئے طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک ان نعمتوں کے استعمال سے رکا رہتا ہے۔ اور اس طرح جسمانی مشقت برداشت کرتا ہے بھوک پیاس سہتا ہے اپنے جسم کو تکلیف میں ڈالتا ہے اور ساتھ ہی ذکرِ الٰہی پر زور دیتا ہے۔ عبادت کی طرف زیادہ متوجہ رہتا ہے تو گویا روزے کے التزام سے اس نے استعانت کے دونوں سروں کو ملا لیا!!

اور یہ جو احادیثِ نبویہ میں رمضان شریف کی شان میں مروی ہے کہ اس مبارک مہینہ کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ درحقیقت ان ارشاداتِ نبویہ میں اس روحانی ماحول کی طرف پر لطف اشارہ ہے جو اس بابرکت مہینہ کے شروع ہونے سے تیار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو ادھر رمضان کا آغاز ہوتا ہے آسمان کی افق پر رمضان کا چاند دکھائی دیتا ہے اندر ہی اندر مومنوں میں ایک نور کی لہر اور زندگی کی رو جاری ہو جاتی ہے۔ مسلم آبادی میں کسی شہر یا محلے میں چلے جاؤ اجتماعی نیکی کا ایک عجیب روح پرور نظارہ دکھائی دے گا!! یہ کیفیت تو اب ہے جب کہ امت کے سینکڑوں اور ہزاروں افراد صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ ذرا اندازہ کیجئے اگر یہ سب ہی کام کے مسلمان ہوں اور اپنی عملی کمزوریوں کو دور کر دیں تو اس مہینہ کی برکات سے کون انکار کر سکتا ہے؟

خیر اگر سارے کے سارے مسلمان نہ سہی، اپنی جماعت کی حد تک تو ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہر جماعت کو اپنے ہاں اس امر کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ رمضان شریف کا ظاہری اور باطنی لحاظ سے پورا پورا احترام کیا جائے۔ روزوں کا التزام کیا جائے روزے کے لوازمات کا خیال رکھا جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت بکثرت کی جائے اس کے معانی اور مطالب پر نگاہ رکھی جائے۔ ذکرِ الٰہی اور عبادت کی طرف توجہ دی جائے۔ ہمارا یقین ہے کہ ایسا کرنے کے ساتھ خود بخود ایسا روحانی ماحول تیار ہو جاتا ہے جس میں شیطانی تحریکات دب کر رہ جاتی ہیں اور مومن کا قدم نیکی کی طرف اٹھنے لگتا ہے۔ اس کے دل و دماغ میں تقوےٰ اور صلاحیت کی باتیں آتی ہیں جو اس کے اعمال پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔

پس مومنو! ہوشیار ہو جاؤ کہ خدا کے قرب پانے کے دن آ گئے ہیں۔! اٹھو اور آستانۂ الٰہی پر جھک جانے کی کوشش کرو

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

# کمیونزم کے فتنہ کا مقابلہ کرنا اس وقت ہماری جماعت کا اہم ترین فرض ہے

## ہمیں ایسے مبلغین کی ضرورت ہے جو موجودہ زمانہ کے مسائل اور ضروریات پر گہری نظر رکھنے والے ہوں

۸ مئی ۶۲ء کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تقریر مبلغین سلسلہ اور غیر ملکی طلباء کے اجتماع میں فرمائی تھی اس کی پہلی قسط بدر مورخہ ۱۷ جنوری میں شائع ہو چکی ہے۔ تقریر کا بقیہ حصہ اب افادۂ احباب کیلئے پیش کیا جاتا ہے

فرمایا:-

اس وقت

### ہمارے مشن

تقریباً ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ امر جہاں ہماری عظمت کا موجب ہے وہاں ایک رنگ میں ہمارے لئے خطرہ کا موجب بھی بن رہا ہے کیونکہ ہمارا مرکز کمزور ہے اور بیرونی ممالک میں جماعتیں ترقی کر رہی ہیں۔ اگر مرکز میں ہماری تعداد زیادہ ہوتی اور ہمارے اندر اتنی طاقت ہوتی کہ ہم بیرونی ممالک کے بوجھ کو برداشت کر سکتے تو یہ ترقی یقیناً ہماری عظمت کا موجب ہوتی مگر اس وقت حالت یہ ہے کہ مرکز طاقتور نہیں اور ہر جگہ کے لوگ چلا رہے ہیں کہ مرکز ہماری مدد کرے۔ پس بجائے اس کے کہ یہ وسعت ہماری طاقت کا موجب ہوتی، وہ ہماری کمزوری کا موجب بن رہی ہے۔ ہٹلر نے اپنے ابتدائی زمانہ میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "میری جد و جہد" تھا۔ اس کتاب میں اس نے یہ بحث کی ہے کہ

### عمارت کی اونچائی کا انحصار

اس کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اگر بنیاد چوڑی اور مضبوط ہو تو اوپر کے حصہ کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا لیکن اگر بنیاد چھوٹی یا کمزور ہوگی تو عمارت ہر وقت خطرہ میں گھری رہے گی۔ اور پھر وہ زیادہ اونچی بھی نہیں جا سکے گی۔ اس اصول کے ماتحت اس نے لکھا ہے کہ جرمن قوم کی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی جیس [illegible] مضبوط ہو پھر وہ جتنا پھیلے گی۔ اتنی ہی مضبوط ہوگی۔ لیکن اگر بیس مضبوط نہیں ہوگی تو اس کا پھیلاؤ اس کے تنزل کا موجب بن جائے گا۔

یہ ایک دنیوی مثال ہے مگر الٰہی سلسلے بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہیں

### اس وقت حالت یہ ہے

کہ بیرونی جماعتوں کو ہم پوری طرح سنبھال نہیں سکتے۔ ہمارے افسر ان کی پوری طرح نگرانی نہیں کر سکتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے نظم میں فرق آجاتا ہے اور بعض دفعہ ان کی طرف سے احکام کی پوری فرمانبرداری نہیں ہوتی۔ یا فرمانبرداری تو ہوتی ہے مگر ناقص ہوتی ہے اسی طرح بعض دفعہ ترقی کے مواقع نکلتے ہیں تو ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے مثلاً کسی جگہ سو یا پچاس مبلغوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر ہم بھجوا نہیں سکتے۔ یا مبلغ تو ہوتا ہے مگر لٹریچر کی اشاعت اور سفروں وغیرہ کے لئے اس کے پاس روپیہ نہیں ہوتا۔ مثلاً امریکہ میں ہی اگر ہم دس مبلغ رکھیں تو چونکہ وہ بہت مہنگا ملک ہے ان کے آنے جانے کے اخراجات، وہاں کی رہائش کے اخراجات اور سفروں اور لٹریچر وغیرہ کے لئے ہی دو لاکھ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہے مگر ہمارے پاس اتنا روپیہ نہیں اور اگر ہم اتنا روپیہ صرف ایک مشن کو دے دیں تو باقی سب کام بند ہو جائیں۔ یا فرض کرو کسی غیر ملک میں ہم دینیات کا سکول نہیں کھول سکتے تو کم از کم ہمارے پاس اتنا روپیہ تو ہونا چاہیئے کہ ہم وہاں سے لوگوں کو بلا کر تعلیم دے سکیں۔ اور اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو لازماً ہماری ترقی میں نقص واقع ہو جائے گا۔ غرض

### ہمارے مشنوں کی وسعت

ہمارے لئے ایک رنگ میں کمزوری کا موجب بن رہی ہے۔ اس کمزوری کو دور کرنے کا طریق یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں جماعت کو بڑھایا جائے۔ اور تبلیغ کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کی جائے۔ اور ایسے مبلغین پیدا کئے جائیں جو موجودہ ضرورتوں کو سمجھنے والے اور نئے زاویوں اور نئے نقطۂ نگاہ سے موجودہ مسائل پر گہری نظر رکھنے والے ہوں۔

### اب زمانہ بدل چکا ہے

خیالات تبدیل ہو چکے ہیں نئی پود نئے زاویۂ نگاہ سے دیکھنے کی عادی ہے۔ وہ نئے انداز اور نئے پہلوؤں سے مسائل پر غور و فکر کرتی ہے۔ مگر ہمارے بعض علماء ابھی تک ضَرَبَ یَضرِبُ کی گردانوں میں ہی پھنسے ہوئے ہیں۔ اور وہ مسائل جن کو آج دنیا سننے کے لئے بھی تیار نہیں انہی کو بار بار پیش کرنے کے عادی ہیں۔ ہمارے علماء اٹھیں گے اور وفاتِ مسیح کا مسئلہ پیش کر دیں گے حالانکہ ان کا مخاطب بعض دفعہ ایسا شخص ہوتا ہے جو مسیح کو نبی بھی نہیں مانتا۔ ہمارا مبلغ کہتا ہے عیسیٰ مر گیا اور وہ کہتا ہے کہ میں تو اسے نبی بھی نہیں مانتا تم مجھے کیا کہہ رہے ہو وہ حیران ہوتا ہے کہ میں کیا پوچھتا ہوں اور یہ کیا کہتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے کہ تم نے میری مادی ترقی کے لئے کیا کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں دنیا کا معزز بن جاؤں جیسے ایک امریکن معزز ہے یا ایک فرانسیسی معزز ہے۔ اور یہ میری امنگیں ہیں۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے مجھے ایک امریکن یا ایک انگریز جیسا معزز اور طاقتور بنانے کے لئے کیا کیا ہے۔ جب تک ہم اس کے اس زاویۂ نگاہ کو غلط ثابت نہ کریں۔ جب تک ہم

### اس کے خیالات کی رَو

کو اور طرف نہ پھیر دیں اس وقت تک ہمارا صرف وفاتِ مسیح اور ختمِ نبوت کی بحثیں کرنا بالکل فضول ہے۔ لیکن اگر ہمارا عالم ان باتوں کو جانتا ہی نہیں تو وہ ان سوالات کو سُن کر زیادہ سے زیادہ یہی کہہ دے گا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیسے بیہودہ خیالات ہیں۔ مگر ان خیالات کی اصلاح اور درستی کے لئے وہ کوئی کوشش کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس نے ان باتوں پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔

اسی طرح موجودہ زمانہ میں سب سے زیادہ شور

### اقتصادی مشکلات

کی وجہ سے برپا ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی بھوک دور ہو، ان کی غربت دور ہو، ان کے اقتصادی حالات اچھے ہوں اور وہ بھی دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل ہوں اور چونکہ ان کے کانوں میں بار بار ڈالا جاتا ہے کہ کمیونزم ہی دنیا کی بھوک کا علاج ہے اس لئے وہ بھی کمیونزم کا شکار ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید یہی ہمارے دکھوں کا علاج ہو۔ اس فتنہ کا مقابلہ کرنا اس وقت ہماری جماعت کا اہم ترین فرض ہے۔ کچھ مسلمانوں نے تو یہ کہہ کر چھٹی حاصل کر لی ہے کہ کمیونزم عین اسلام ہے۔ انہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ اسلام زندہ رہتا ہے یا مرتا ہے وہ صرف اپنی جان بچانا چاہتے ہیں۔ اور اپنی جان کے بچاؤ کا طریق انہوں نے یہی سوچ رکھا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ

### کمیونزم اور اسلام

دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ گویا ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے ہندوؤں نے پہلے بدھ مذہب کی شدید مخالفت کی مگر آخر میں آکر کہہ دیا کہ بدھ ہمارا ساتواں اوتار تھا۔ اسی طرح بعض مسلمانوں نے پہلے تو کچھ کمیونزم کا مقابلہ کیا مگر آخر تنگ آکر کہہ دیا کہ کمیونزم عین اسلام ہے۔ مگر ہم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کمیونزم کو بھی اسلام کے خلاف ثابت کریں اور پھر لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ اسلام دنیا کی بھوک کا کیا علاج کرتا ہے۔

### روٹی کا سوال

اس وقت ساری دنیا پر چھایا ہوا ہے اور اس سوال پر تم کئی بار بحثیں کرتے ہو۔ آخر تم کہتے ہو یا نہیں کہ ہمیں کیا گزارہ ملے گا۔ ہمارے بیوی بچوں کو کیا ملے گا۔ ہم باہر گئے تو ہمیں کتنا روپیہ بھجوایا جائے گا۔ اور ہمارے بیوی بچوں کو کتنا دیا جائے گا یہ سوالات اگر تمہارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں تو اور لوگ ان پر کیوں بحث نہ کریں۔ مگر ہمارے

### علماء کا ایک طبقہ

ان باتوں سے غافل ہے۔ وہ ضرورت ہی نہیں سمجھتا کہ اس بات پر غور کرے کہ کمیونزم کے خطرہ کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح اسلام پر قائم رہتے ہوئے اس کو رد کیا جا سکتا ہے۔ اور لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر کمیونزم ہم میں آبھی گیا تو کیا ہوا ہم خدا اور اس کے رسول کو مانتے ہوئے کمیونسٹ ہو جائیں گے۔ مذہب اس میں روک ہی نہیں۔ وہ کبھی خیال ہی نہیں کرتے کہ بعض رَو ئیں لازمی طور پر دوسرے خیالات کو رد کر دیتی ہیں اور رستہ ان کے پیچھے اسی وقت چل سکتے ہیں جب وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیں۔ بیشک وہ کہتے ہیں کہ ہم باخدا کمیونسٹ ہو جائیں گے مگر

### سوال یہ ہے

کہ کیا باخدا کمیونسٹ ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو وہ ہوں گے کس طرح؟ یہ تو ویسی ہی احمقانہ بات ہے جیسے ملکہ فرانس کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک دفعہ شکار سے واپس آرہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ اس کے قلعہ کے پاس ہزاروں ہزار لوگ جمع ہیں اور وہ روٹی روٹی کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اس نے اپنے ماتحت افسران سے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں اور روٹی روٹی کیا نعرے لگا رہے ہیں۔؟

انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں ہمیں کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ ہمارے ملک میں قحط پڑا ہوا ہے ہمیں روٹی دی جائے تاکہ ہمارا پیٹ بھرے۔ اس پر وہ بے ساختہ کہنے لگی یہ لوگ بڑے بیوقوف ہیں۔ اگر بھوکے ہیں تو کیک کیوں نہیں کھا لیتے جو کہ اس کے اپنے گھر میں

## ہر چیز کی فراوانی تھی

وہ یہ سمجھتی تھی کہ اتنی چیزیں تو ہر شخص کے گھر میں موجود ہوں گی۔ یہی احمقانہ حالت بعض مسلمانوں کی ہے وہ کہتے ہیں ہم باخدا کیمونسٹ ہو جائیں گے۔ وہ احمق اتنا بھی نہیں جانتے کہ بعض افکار میں خدا تعالیٰ کا خیال پنپ سکتا ہے اور بعض میں نہیں پنپ سکتا جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم پتھر پر گندم بونا چاہو تو نہیں بو سکتے۔ پس یہ کہنا کہ ہم متضاد افکار کو جمع کر لیں گے یہ بالکل غلط ہے

## یہ چیزیں ہیں

جو اسلام کی کامیابی کے راستہ میں زیادہ سے زیادہ روکیں پیدا کر رہی ہیں۔ یورپ کا آدمی اپنے ہتھیار پھینک کر اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ امریکہ اپنی جگہ بدل کر کیمونزم کا مقابلہ کر سکتا ہے، انگلینڈ اپنی جگہ بدل کر کیمونزم کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ ان کی جگہ معین نہیں۔ لیکن ایک مسلمان ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی جگہ معین ہے اور اسلام نے اس کے لئے ایک حد مقرر کر دی ہے۔ جس سے وہ ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ ایک انگریز یا ایک امریکی کیمونزم کے دباؤ کے ماتحت اپنی جگہ سے کتنا بھی ہل جائے میرے لئے ایک انچ بھی ادھر اُدھر ہونا جائز نہیں کیونکہ میرے لئے

## اسلام نے ایک حد مقرر کر دی ہے

وہ کہتا ہے تم ایک انچ بھی ادھر ہوئے تب بھی کافر ہو جاؤ گے اور ایک انچ اُدھر ہوئے تب بھی کافر ہو جاؤ گے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کو بھی قائم رکھیں اور کیمونزم کے خطرہ کو بھی دور کرنے کی کوشش کریں اور یہ چیزیں ایسی ہیں جن پر نئے زاویۂ نگاہ سے غور کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے نئے افکار اور نئی جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس غرض کیلئے اپنی کوششیں کو صرف نہیں کریں گے تو گو اسلام کی فتح پھر بھی یقینی ہے مگر ہماری شکست میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ بعض اور لوگوں کو کھڑا کر دے گا جو اس کے دین کے لئے قربانیاں پیش کریں گے اور ہم اس کی مدد اور نصرت سے محروم ہو جائیں گے۔ حالانکہ ایک مومن کے لئے جہاں یہ امر خوشی کا موجب ہوتا ہے کہ اس کا خدا جیت جائے وہاں اگر وہ پاگل نہیں اور اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پائی جاتی ہے تو وہ یہ بھی خواہش رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم بھی جیت جائیں پس یہ سوال نہیں۔ کہ اسلام کو فتح حاصل ہوگی یا نہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ ہم

## ۲ میرے ہاتھ سے اسلام کو فتح ہو

اور میرے ہاتھ سے کفر کی موت واقع ہو۔ اگر میرے ہاتھ سے کفر کے دیو شکست کھا جائیں اور اگر میرے ہاتھ سے اس کے بت ٹوٹ جائیں تو میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

---

# اسلام میں میرے لئے سب سے بڑی کشش......

بقیہ صفحہ اوّل

شاذ ہی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کرے۔ اور جو معدودے چند عیسائیت قبول کرتے بھی ہیں حقیقی تبدیلی ان میں رونما نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام بذاتِ خود ایک زبردست طاقت ہے۔ وہ بے پناہ قوتِ عمل اپنے اندر رکھتا ہے۔ جب اس کے اصول اور احکام اچھی طرح ذہن نشین ہو کر دل میں اتر جائیں اور انسان ان پر پوری مستعدی کے ساتھ عمل کرنے لگے تو پھر اس کے نتیجہ میں اطمینانِ قلب اسے میسر آ جاتا ہے اور روح ایک نئی بالیدگی سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ ہماری فطرت میں سب سے زیادہ گہری اور عمیق اگر کوئی چیز ہے تو وہ دل کی گہرائیوں میں وہ بے آواز حصہ ہے جس میں ہم اپنی آمادگیوں اور ہچکچاہٹوں، اپنے اعتقادات اور خدشات کے ساتھ اکیلے ہی بس رہے ہوتے ہیں۔ وہاں بجز ہمارے اور کوئی نہیں ہوتا۔ شخصیت کی ان گہرائیوں میں ہی ہمارے خارجی اعمال کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اور ہمارے تمام فیصلے ان گہرائیوں میں ہی جنم لیتے ہیں۔ اشیائے مختلفہ کی ماہیت کے ساتھ رابطے کا اصل ذریعہ بھی انہی گہرائیوں میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ روح کی ان باطنی تحریکات کے بالمقابل تمام خارجی بحثیں اور منطقی دلائل ڈھولوں کے بجنے کی بے معنے آواز سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، میں اپنے آپ کو ایک مختلف قسم کا انسان پاتی ہوں۔ اس نے میری پوری زندگی پر اپنا اثر ڈالا ہے اور میرے وجود کا ذرہ ذرہ، وہ کتنا ہی نہاں در نہاں ہو اس سے متاثر ہوا ہے۔ عیسائیت اپنی اثر انگیزی کے لحاظ سے اتنی گہرائی تک نہیں پہونچ سکی تھی۔ اور اس کے اثر میں استحکام کی کیفیت بھی ناپید تھی۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ اسلام دوسرے لوگوں کو کس گہرائی اور کس گہرائی تک متاثر کرتا ہے۔ میں صرف اپنا ذاتی تجربہ بیان کر رہی ہوں اور میں نے جو کچھ محسوس کیا

بلا کم و کاست اس کا اظہار ہی میرے مدنظر ہے۔ مجھے ضرورت تھی ایک ایسی صداقت کی جس پر میں ہمیشہ اعتماد کر سکوں۔ میں چاہتی تھی کہ میرے پاؤں ایک ایسی زمین پر قائم ہوں جو بہت ٹھوس اور مضبوط ہو عیسائی ہونے کی حالت میں فی الحقیقت جس بنیاد پر میں قائم تھی وہ بہت سی باتوں کے متعلق ایک بے جان عقیدہ سے عبارت تھی۔ وہ باتیں میری سمجھ سے بالا تھیں اور ان کی وجہ سے مجھے اپنے ذہن پر ایک بوجھ اور دباؤ سا محسوس ہوتا تھا۔ اور ایک خلجان کی سی کیفیت ہمیشہ لاحق رہتی تھی۔

جب میں نسبتاً کم عمر کی تھی تو اس وقت ان عقاید کے بارہ میں جنہیں تسلیم کرنے اور جن پر یقین رکھنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ میں لوگوں سے اکثر سوالات پوچھتی رہتی تھی۔ بہت سی باتیں تھیں جو میرے لئے الجھن اور پریشانی کا موجب بنی ہوئی تھیں۔ بالخصوص مسیح کی الوہیت کے بارہ میں دل میں سوالات اٹھ اٹھ کر مجھے پریشان کیا کرتے تھے۔ جو لوگ میرے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کرتے وہ بالآخر یہی کہہ کر مجھے خاموش کرا دیتے کہ بس تمہیں چاہیے کہ تم اس بات پر ایمان رکھو کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اور اپنے گناہوں کو دھونے کے لئے اسے نجات دہندہ تسلیم کرنا ضروری ہے۔

البتہ حال ہی میں ایک واقف کار عورت سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ خبر اس کے لئے بہت بڑے صدمہ اور اچنبھا کا باعث تھی کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب میں عیسائی نہیں بلکہ مسلمان ہوں۔ کچھ دیر کے بعد

جب اس کی صدمے اور استعجاب کی کیفیت دور ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا ———

"یقیناً یہ تو تم اب بھی محسوس کرتی ہوگی کہ مسیح کے بغیر کام نہیں چل سکتا تمہیں اس امر کی ضرورت کا اب بھی احساس ہوتا ہوگا کہ مسیح تمہارے گناہ بخشنے اور تمہیں ضائع ہونے سے بچاتے۔ اس کے بغیر تم کبھی بھی جنت میں داخل ہونے کی توقع نہیں کر سکتیں کیا تمہیں احساس ہے کہ تم نے کتنا بڑا قدم اٹھایا ہے؟"

میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس کی عظمت کا مجھے پورا احساس ہے۔ لیکن میں اس امر سے اتفاق نہیں کرتی کہ میں کسی اور شخص کی محتاج ہوں کہ وہ صلیب پر اس لئے جان دے کہ تا میں روحانی طور پر زندہ رہ سکوں۔!

میرے نزدیک بنی نوعِ انسان کی نجات کا اس عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ کسی انسان کی الوہیت اور اس کی صلیبی موت کے عقیدہ پر ایمان لائیں۔ ہمارے اپنے اعمال ہی ہمارے لئے نجات کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسلام میں میرے لئے سب سے بڑی کشش یہی ہے کہ یہ انسان کو صحیح راہِ عمل سے آگاہ کرتا ہے۔ اور پھر اسے پر گامزن ہونے کی اہلیت سے بھی بہرہ ور فرماتا ہے۔ یہی اور صرف یہی وہ طریق ہے جس کی مدد سے ہم نجات یافتہ قرار پا سکتے ہیں۔ تمام دوسرے راستے ہمیں کسی منزل پر بھی تو نہیں پہنچاتے۔ وہ الجھنیں ہی پیدا کرتے ہیں اور بس۔!"

(دی افریکن کریسنٹ۔ توسیرالیون
(بابت اکتوبر ۱۹۶۲ء)

---

## دُعا کی خصوصی درخواست

میرے سب سے چھوٹے بھائی ڈاکٹر سلمہ آفتاب احمد M.B.B.S. M.S. ۲۲ر جنوری ۶۳ء پٹنہ ایروڈروم سے پونے دو بجے دن کو بذریعہ ہوائی جہاز کناڈا کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ اپریل ۶۲ء میں آفتاب سلمہ امریکہ کے آل ورلڈ ایک امتحان میں کامیاب ہوئے تھے ۶۱ء کے نومبر میں انہوں نے ایم ایس کا امتحان پاس کیا تھا۔ دو سال سے وہ پٹنہ میڈیکل کالج میں لیکچرار تھے۔ اپنے لئے انہوں نے سرجری کی لائن پسند کی تھی جس کے لئے جلد ہی F.R.C.S. کرنے کے لئے وہ انگلینڈ جانے والے تھے کہ کناڈا سے ان کو بلاوا آ گیا۔

آفتاب سلمہ کناڈا کے سینٹ تھامس الگن جنرل ہاسپٹل میں سرجن کی حیثیت سے بلائے گئے ہیں۔ کچھ دنوں کی سروس کے بعد وہ انشاء اللہ انگلینڈ جا کر F.R.C.S. کریں گے۔ اپنے پیارے بھائی کی جدائی پر ہم سارے بھائی بہن بہت بے چین ہیں۔ پچھلے سال ابا جان کی دائمی جدائی نے ہمارے دلوں کو بڑا دکھی بنا دیا ہے اس وقت ہمارا سرپرست اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں اب ایسے وقت میں ہم سارے بھائی بہن خصوصیت سے اپنے پیارے امام، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صحابہ کرام، جماعت کے بزرگوں، درویش بھائیوں، احمدی مبلغین اور اپنے سارے احمدی بھائی بہنوں سے التجا کر رہے ہیں کہ آپ لوگ خدا وند کریم کے حضور دعا فرماویں کہ مولا کریم میرے پیارے بھائی کا ہر جگہ نگہبان، محافظ اور مددگار رہو۔ میرا آقا میرے بھائی کو صحت کے ساتھ لمبی سے لمبی زندگی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے آفتاب کو اپنا سورج بنا کر دین و دنیا میں چمکائے۔ اور احمدیت اور خلافت کے دامن سے وابستہ رکھے اور کامیابیاں بخشے

ناچیز شکلا اختر۔ پٹنہ

# ضمیرِ انسانی آستانۂ الوہیت پر

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان ۔ ربوہ

قسط سوم

## دلیل ہشتم

حضرات! ابھی تک جو دلائل بیان ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے امکانی دلائل ہیں۔ ان سے قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے۔ آئیے اب ہم ایک ایسی دلیل بھی پیش کریں کہ جس سے روزِ روشن کی طرح یہ ثابت ہوجائے کہ فی الواقع وہ خدا موجود ہے وہ زندہ ہے، وہ قادرِ مطلق ہے، اور ہر آن اور ہر جگہ اسی کا تصرف ہے

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ ان سے ہم کلام ہوتا رہا ہے ان کے لئے غیر معمولی قدرتیں ظاہر کرتا رہا ہے۔ نبیوں کا سلسلہ اس بات کی کھلی اور روشن دلیل ہے کہ فی الواقع خدا موجود ہے۔ قرآن مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ نے شروع دنیا سے اب ساری قوموں میں اپنی ہستی کے گواہ اور اپنی توحید کے منادی بھیجے ہیں۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ۔ یہ نبی اور رسول ابتداء میں بالعموم کمزور ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے آتے ہیں اس لئے ملک و قوم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر انہیں نور کی طرف لانے کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اس لئے لوگ نبیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں نیست و نابود کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس ابتدائی حالت میں ہی نبی اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبر پا کر بڑی تحدی اور پورے زور سے اعلان کر دیتا ہے کہ میں غالب آؤں گا میرے دشمن مغلوب ہوں گے۔ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا۔ اور میرے مخالف ناکام رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (المجادلہ) کہ میں غالب خدا ہوں اور میرے عزیز و قوی ہونے کا ثبوت یہ ہوگا کہ میرا یہ نوشتہ ہمیشہ پورا ہوگا کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ نبیوں کا انتہائی کمزوری کی حالت میں دعویٰ کرنا، ان کی مخالفت کا بے انتہا شدید ہونا، اور پھر ان کا اپنے غلبہ اور کامیابی کا خدا کے نام سے تحدیانہ اعلان کرنا اور پھر اس اعلان کا پورا ہوجانا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ فی الواقع خدا موجود ہے۔ یہ تجربہ اس زمین پر ایک مرتبہ دو مرتبہ نہیں، دس بیس مرتبہ نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں مرتبہ کیا جا چکا ہے اور رہتی دنیا تک کیا جاتا رہے گا۔ ہر خطۂ زمین میں یہ تجربہ ہو چکا ہے اور ہر قوم میں اس کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ کیا اتنے واضح اور لمبے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ خداوند تعالیٰ کے الحی و القیوم ہونے کی ایک نہایت زبردست منہ بولتی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے اسی بیّن برہان کو سورۃ حج میں طرح ذکر فرماتا ہے۔ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ۔ کہ میرے سمیع و بصیر ہونے پر یہ دلیل ہے کہ میں ہمیشہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول مقرر کرتا ہوں اور ان کی تائید و نصرت کرکے میں اپنے عزیز و غالب ہونے کا زندہ اور تازہ ثبوت پیش کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کے حالات نہایت پر شوکت اور ایمان افروز انداز میں بیان ہوئے ہیں۔ حضرت نوحؑ کے ذکر پر فرمایا:-

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۔ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۔ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۔ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۔ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۔ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا لِمَنْ كَانَ كُفِرَ
(القمر ۹-۱۴)

یعنی نوحؑ کی قوم نے تکذیب کی۔ انہوں نے ہمارے بندے نوحؑ کو کذاب ٹھہرایا۔ اسے دیوانہ اور دھتکارا ہوا بتلایا۔ تب نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں تو مغلوب ہو رہا ہوں۔ میں تیرا نبی ہوں تو خود میری نصرت کے لئے آ۔ اللہ فرماتا ہے تب ہم نے بادلوں سے خوب پانی برسایا اور زمین سے بھی چشمے ابل پڑے اور دشمنانِ نوحؑ کی مقدر ہلاکت کی گھڑی آپہونچی۔ اس وقت ہم نے نوحؑ کو خاص کشتی کے ذریعہ بچایا۔ یہ سب نوحؑ کے جھٹلانے اور ہماری ہستی کے انکار کا نتیجہ تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے پیار کرتا ہے انہیں نصرت بخشتا ہے اور ان کے معاند دشمنوں کو وقت آنے پر تباہ بھی کرتا ہے۔ یہ سلسلۂ نبوت ہستی باری تعالیٰ کی ایک قطعی دلیل ہے۔ درحقیقت یہی وجہ ہے کہ ہم دنیا میں سلسلۂ نبوت کو باقی مانتے ہیں۔ جو قومیں ایک زمانہ تک نبیوں کے سلسلہ کو جاری مان کر آئندہ کے لئے اس کا دروازہ بند کر دیتی ہیں وہ درحقیقت اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی اور یقین افروز دلیل کے دروازہ کو بند کر بیٹھتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں الحاد، دہریت اور ہستی باری تعالیٰ کا انکار عام ہوجاتا ہے اور نئی نسل مذہب اور دھرم سے برگشتہ ہوجاتی ہے۔ لوگ جماعت احمدیہ سے یونہی ناراض ہیں۔ کہ یہ سلسلۂ نبوت کو کیوں جاری مانتی ہے حالانکہ سچ یہ ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ مذہب افسانوں کے مجموعہ کا نام نہیں وہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ وہ گناہ سوز یقین کا نام ہے۔ اور یہ خدا پر کامل یقین کے بغیر محال ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

لاتا ہے وہ بلا کر سو سو نشاں دکھا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے

سلسلۂ نبوت کی یہ دلیل اس طرح بھی نمایاں ہوتی ہے کہ جو لوگ نبی کے اردگرد جمع ہوتے ہیں وہ ابتداءً عموماً غریب کمزور اور عرفِ عام میں جاہل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ثبوت کے لئے ہمیشہ سے ایسے کمزوروں کو منتخب کرتا رہا ہے۔ فرماتا ہے وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ۔ (القصص) کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ نبی کے متبع کمزوروں اور ضعیفوں پر فضل و احسان کرکے اپنی قدرت کا ثبوت دیں۔ انہیں امام بنائیں اور زمین کا مالک بنائیں۔

نبیوں کو ماننے والوں کو ہمیشہ غلبہ ملتا رہا ہے۔ تاریخ عالم میں ایک بھی مثال موجود نہیں ہے کہ کبھی خدا کے ماننے والے اور نبیوں کے سچے متبعین کا خدا کے منکروں اور نبیوں کے دشمنوں سے مقابلہ ہوا ہو اور منکر غالب آگئے ہوں۔ بلکہ ہمیشہ خدا کے ماننے والے ہی غالب آتے ہیں۔ پہلے زمانوں میں یہ ہوتا رہا ہے۔ اب اس آخری زمانہ میں بھی خدا پرستوں اور خدا کے منکروں میں ایک جنگ ہونے والی ہے اور اس زمانہ کے مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ستتر برس پہلے پیشگوئی کر چکے ہیں کہ اس ہونے والی جنگ میں بھی منکر شکست کھائیں گے اور خدا کے ماننے والے غالب آئیں گے۔ پس نبیوں کے اتباع کا موعود غلبہ بھی ہستی باری تعالیٰ کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ جو ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔

سلسلۂ نبوت کو ہم اس لئے بھی ہستی باری تعالیٰ کی قطعی دلیل کہتے ہیں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ نبی سے ہمکلام ہوکر خود اپنا موجود کا اعلان کر دیتا ہے اور دوسرے تمام وہ لوگ جو اس شمعِ حقیقت کے گرد پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تجلیات کو زندہ اور روشن شکل میں دیکھ لیتے ہیں اور ہر انسان کو اپنے اپنے ظرف کے مطابق آسمانی برکتوں سے حصہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ کہ میرے عبادت گزار بندے جب میرے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو انہیں کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ میں ان کی دعاؤں کو سن کر ان کا جواب دیتا ہوں وہ بھی مجھ پر یقین رکھتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جائیں وہ رشد و کامیابی کو پالیں گے۔

دوسری جگہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاکر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف و حزن نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

بھائیو! فرشتوں کا یہ نزول اللہ تعالیٰ کا یہ مکالمہ و مخاطبہ، اس کا کثرت دعاؤں کو قبول کرنا یہ سب روحانی نعمتیں ہیں جو سلسلۂ نبوت کے روشن انوار ہیں، جن سے دلوں کی ظلمتیں دور ہو کر ایک نور کی زندگی عطا ہوتی ہے۔ فرمایا اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ کہ میں مومنوں کا دوست ہوں جس کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نبی کے ذریعہ سے انہیں ہر قسم کی ظلمتوں سے نکال کر نور میں لے آتا ہوں وہ یقین سے لبریز ہو جاتے ہیں اور انہیں وہ اطمینان دیا جاتا ہے وہ تسلی نصیب ہوتی ہے کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ کو اپنی بادشاہت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ لوگ پھر نبی کے ساتھ اور نبی کے بعد خدا کی ہستی کے گواہ ہوتے ہیں۔ اور ایک لمبے زمانہ تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عقلی دلائل کے علاوہ سلسلۂ نبوت اپنے تمام اجزاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ثبوت ہے اس زمانہ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں جوان تھا اب بوڑھا ہوگیا مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے"
(چشمۂ معرفت ص[illegible])

پھر فرماتے ہیں:-

"تمام راستبازوں کے تجربہ سے یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ خدا کو بجز خدا کی تجلی اور توجہ کے پا نہیں سکتے"
(چشمۂ معرفت ص۲۹۶)

( باقی ص[illegible] پر )

## معذرت

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کے اس قیمتی مضمون کی جو قسط ۱۰؍ جنوری کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے افسوس ہے کہ اس پر مولانا کا اسم گرامی درج ہونے سے رہ گیا تھا

( ادارہ )

# مغربی جرمنی میں تبلیغِ اسلام

## مختلف ممالک کے معززین کی آمد، تقاریر اور لٹریچر کی تقسیم

## حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی تشریف آوری

(از مکرم محمود احمد صاحب چیمہ انچارج جرمن مشن ہمبرگ)

مورخہ ۲۱ جولائی بروز ہفتہ ربوہ کے اسٹیشن پر کثیر احباب نے خاکسار کو اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنی دلی دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا کراچی سے ضروری امور سرانجام دینے کے بعد ۲۶/۷/۶۲ کو رات کے ساڑھے بارہ بجے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو کر مورخہ ۲۷/۷/۶۲ بروز جمعہ بوقت آٹھ بجے صبح فرینکفورٹ پہنچا۔ برادرم مسعود احمد صاحب جہلمی فضائی مستقر پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کی معیت میں مسجد اور مشن ہاؤس دیکھا۔ مسجد میں نوافل ادا کئے۔ ایک گھنٹہ قیام کیا۔ وہاں سے ایک بجے روانہ ہو کر سوا دو بجے ہمبرگ پہنچا۔ ہوائی مستقر پر برادرم مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کے ہمراہ یہاں کی مشہور خبر رساں ایجنسی Keystone International کے ہمبرگ برانچ کے ڈائریکٹر بھی تھے جنہوں نے خاکسار کا انٹرویو لیا اور متعدد فوٹو لئے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل ممالک سے قریباً ساٹھ احباب مسجد اور مشن ہاؤس کی زیارت کے لئے آئے جن کو اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں معلومات بہم پہونچائی گئیں۔ اور جرمن، انگریزی اور عربی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ یروشلم، جرمنی، مصر، پاکستان، ہندوستان، اردن، ترکی وغیرہ

مورخہ ۲۵/۸/۶۲ کو مسجد زیورک سوئٹزرلینڈ کے سنگ بنیاد کے سلسلہ میں حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اپنی بچی محترمہ فوزیہ صاحبہ کے ہمراہ لندن سے تشریف لائیں۔ فضائی مستقر پر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی نے آپ کا پر تپاک خیر مقدم کیا۔ آپ کا استقبال کرنے والوں میں جرمنی میں مقیم پاکستانی احمدی احباب کے علاوہ جرمنی کے نو مسلم احباب بھی شامل تھے احباب نے محبت و عقیدت کے طور پر احتراماً آپ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ جرمن پریس نے آپ کی تشریف آوری کی خبر کو نمایاں طور پر فوٹو کے ساتھ شائع کیا اور اسلام میں عورتوں کے بلند مقام پر روشنی ڈالی۔ آپ نے تین روز مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ اور ہمبرگ کے مختلف مقامات دیکھے۔ مورخہ ۲۸/۸/۶۲ کو آپ یہاں سے ڈنمارک اور پھر زیورک تشریف لے گئیں۔ آپ نے ہمارے مشن کی گیسٹ بک میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا:-

"ہمبرگ مشن میں مجھے دو روز ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ اس مختصر قیام ہی میں میرے دل پر اس مشن کا بہت اچھا اثر ہے۔ لطیف صاحب محترم اپنے کام میں بیحد دلچسپی لینے والے ہیں۔ باوجود اپنی کمزوری صحت کے وہ ہمہ تن مصروف ہی نظر آتے رہے جرمن لوگوں پر میں نے خاص طور پر ان کا بہت اچھا اثر پایا۔ مشن میں آنے والی ورتیں مستورات بالکل عزیزوں کی طرح ان سے مانوس ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرماتے ان کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچم بلند سے بلند ہوتا چلا جائے آمین۔ خدا تعالیٰ ان کی اولاد میں جذبہ دین کی خدمت کا اور سلسلہ کی محبت و عظمت عطا فرمائے کہ اس دیارِ غریب میں سب سے بڑا خطرہ ہمارے مبلغین کی اولاد کا مستقبل ہے۔ جسے میں نے ہر جگہ ہی بری طرح محسوس کیا ہے۔ خدا کرے ان پر کبھی بھی "رعب دجال" نہ طاری ہو۔ آمین

دستخط امۃ الحفیظ"

حضرت بیگم صاحبہ کے قیام کے دوران صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب نے بھی چند روز قیام فرمایا

ماہ اکتوبر میں مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب نے دو پبلک لیکچر دئے۔ ایک فرینکفورٹ میں جس کی مفصل روئداد اخبار الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اور دوسرا لیکچر احمدیہ مشن ہمبرگ کے مشن ہال میں ہوا۔ متعدد احباب نے شریک ہو کر لیکچر سے فائدہ اٹھایا۔ اور اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ یہ لیکچر تقریباً ۴۵ منٹ تک رہا۔ بعد میں نصف گھنٹہ تک بہت سے احباب نے سوالات کئے جن کے مکرم چوہدری صاحب نے تسلی بخش جواب دئے۔ لیکچر کے اختتام پر حاضرین نے بہت شوق سے جماعتی لٹریچر لیا جو جرمن زبان میں تھا

ماہ جولائی سے مکرم چوہدری صاحب رسالہ کی تصنیف اور اشاعت کا کام نہایت باقاعدگی سے کر رہے ہیں جرمن زبان چونکہ مشکل زبانوں میں سے ہے اس لئے مکرم چوہدری صاحب بہت محنت اور جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اب یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور وقتاً فوقتاً تعریفی خطوط بھی موصول ہو رہے ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب کے ساتھ خاکسار بھی مشن کے تمام کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ مثلاً خط و کتابت۔ مسجد اور مشن ہاؤس کی صفائی اور رسالہ کی پیکنگ اور ترسیل وغیرہ

علاوہ ازیں خاکسار ایک ترک کو قرآن کریم اور عربی۔ ایک جرمن احمدی کو اردو۔ اور مکرم چوہدری صاحب کے بچوں کو اردو پڑھاتا رہا۔ ہر ماہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز مختلف لائبریریوں اور یونیورسٹیوں کو بھجوایا جا رہا ہے ہمارے جرمن احمدی بھائی عموماً انگریزی سمجھ لیتے ہیں۔ اس لئے مکرم چوہدری صاحب کے علاوہ، خاکسار بھی خطبات جمعہ دیتا رہا ہے۔ مورخہ ۱۲/۹/۶۲ سے خاکسار نے جرمن زبان سیکھنے کے لئے یہاں ایک کالج میں داخلہ لیا ہے جہاں روزانہ تین گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ جلد زبان آجائے تاکہ خدمتِ دین کا کام احسن طور پر سرانجام دیا جا سکے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں مکرم چوہدری صاحب ۲۴/۸/۶۲ کو زیورک تشریف لے گئے تاکہ وہاں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہو سکیں آپ کی شمولیت کی وجہ سے مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ انچارج سوئٹزرلینڈ مشن کو کافی سہولت رہی۔ اور اسلامی تعلیم کی اشاعت وسیع پیمانے پر بذریعہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہوئی۔ مورخہ ۲/۹/۶۲ کو جماعت احمدیہ ہمبرگ کی طرف سے ایک میٹنگ منعقد کی گئی جس میں مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب انچارج احمدیہ مشن مغربی جرمنی کی خدمت میں ان کے واپس پاکستان جانے کے موقعہ پر مندرجہ ذیل ایڈریس جرمن زبان میں پیش کیا گیا۔

"ہم ممبران جماعتِ احمدیہ ہمبرگ آپ کی روانگی برائے پاکستان کے موقعہ پر اپنے جذبات اور احساسات کا اظہار کرتے ہیں۔ دس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ آپ نے ۱۹۵۱ء میں اپنے مرکز ربوہ کی زیارت کی۔ گویا سب سے پہلے ۱۹۴۹ء میں آپ نے ہمارے ملک میں احمدیہ مشن کا کام شروع کیا اور اس عرصہ میں آپ ایک مقدس فریضہ تبلیغ اسلام ادا کرتے رہے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جس نے آپ کو اتنے لمبے عرصہ میں اپنے فرائض کو اعلیٰ طور پر ادا کرنے کی توفیق دی ہے۔ ہم آپ کے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے تہ دل سے ممنون ہیں

آپ کی روانگی سے چند ہفتے قبل آپ کے والد ماجد کی وفات کا ہمیں سخت صدمہ ہے۔ اور ہم اس غم میں آپ اور آپ کے اہل و عیال کے ساتھ شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح ہم اپنے نئے مبلغ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو آپ کی غیر حاضری میں بھی اور بعد میں بھی صحیح طور پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین نیز ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سفرِ حضر میں آپ کو خیر و عافیت سے رکھے۔ آمین

ہماری طرف سے ربوہ اور دیگر تمام احمدیہ جماعتوں کو سلام پہنچا کر ممنون فرمائیں ہم ہر وقت ان کی دعاؤں کی امداد کے متمنی ہیں۔

ہم ہیں برادرانِ اسلام و احمدیت
جماعت احمدیہ ہمبرگ (مغربی جرمنی)"

ایڈریس کے جواب میں مکرم چوہدری صاحب نے فرمایا میں آپ کے جذبات اور تاثرات کا نہایت ممنون ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ وقت جلد آئے کہ اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرا رہا ہو۔

بالآخر قارئین احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اور زیادہ سے زیادہ اس ملک میں پیغام اسلام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

## وقفِ جدید

- کا چھٹا سال یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔
- اس میں آپ صرف چھ روپیہ سالانہ دے کر حصہ لے سکتے ہیں
- چھ روپیہ سالانہ کیا ہے؟ صرف آٹھ آنے ماہوار!
- آپ یقیناً آٹھ آنے ماہوار اس مفید تحریک کو دے کر ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ آمین۔

مرزا وسیم احمد انچارج وقفِ جدید۔ قادیان

# اسلام کی خصوصیت

از محترم مولوی فضل حق خاں صاحب ایڈووکیٹ حیدرآباد دکن

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عبادات الٰہی کے ساتھ ساتھ دنیاوی امور کی انجام دہی کا بھی حکم دیتا ہے۔ کوئی استثناء نہیں ہے۔ شارع علیہ السلام کو خداوند عالم سے جو تعلق تھا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ کو دین کے ساتھ ہی دنیاوی امور سے بھی خاص دلچسپی تھی۔ تاریخ کا طالبعلم بخوبی واقف ہے کہ آپ بڑے بڑے معرکوں میں بہ نفس نفیس شریک رہے۔ اس کے باوجود اس محب و محسنِ انسانیت کے ہاتھ سے کسی ایک کو بھی جان سے ہاتھ دھونا نہیں پڑا۔ تاریخ اس خصوص میں بلاخوف تردید استشہادت میں اپنے صفحات بلا کسی تحفظ و استثناء کے پیش کرتی ہے۔ زبانِ اعتراض پر ہنوز مُہرِ سکوت ثبت ہے۔ لیکن استدادِ زمانہ نے باہمی اختلاف و افتراق کے نتیجہ میں متعدد جماعتیں و فرقے پیدا کر دئے ہیں۔ خیالات میں یگانگت و یکسانیت مفقود ہو گئی ہے۔ مذہب بیزاری عام ہو گئی ہے خود غرضی و خود پرستی نے ایک دوسرے کا دشمن ہی پیدا کر دیا ہے۔ ایک دوسرے کو کافر، زندیق اور ملحد کہتا ہے۔ اس خصوص میں دارالافتاء سرگرم عمل ہے۔ انہ صداقت کی اتباع میں قسلم کو جنبش دیتا رہتا ہے۔

ایک زمانہ میں … عیسائیت بھی اسی طرح اپنی قوانائیاں ضائع کر رہا تھا جس کا مقصد صرف حصولِ اقتدار تھا۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے تو حد سے بڑھ گئے تھے۔ ایک برسرِ اقتدار آ جاتا تو دوسرے کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے میں شمہ برابر بھی کسر اٹھا نہیں رکھتا تھا۔ اور ہر قسم کا ظلم و ستم اس غرض کے حصول کے لئے روا سمجھا جاتا تھا۔ اپنے مذہبی احکام کی مطلقاً کوئی پروا انہیں نہ تھی۔ غالب فرقہ کے نزدیک مغلوب فرقہ کا مذہبی رہنما یا پادری کافر مردود اور واجب القتل تھا۔ یہ ذہنیت ہر فرقہ میں راسخ ہو چکی تھی۔ کہ نجات صرف اس کا ہی حق ہے۔ غیر کو اس سے تعلق بعید کا بھی نہیں ہو سکتا۔ ظلم و تعدی کے ذریعہ اپنا ہم عقیدہ بنانے اور ہم خیال کرنے اور فردوسِ بریں میں مقام دلانے کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا تھا۔ اور مقدس فریضہ تصور کرتا تھا۔ اس حق کے استعمال اور مزعومہ فریضہ کی بجا آوری میں خون ریزی کلی طور پر جائز تھی۔ بالآخر جس علم نے اس ظلم و ستم میں کمی پیدا کی اور علم کی ترویج نے رفتہ رفتہ ظلم و جبر کی آنکھیں کھولیں تو نظر آیا کہ جابر ظالم اور غاصب کے عقیدے سے اختلاف مستلزم سزا اور موردِ الزام نہیں ہے۔ اس طرح کی بے تعصب حکومت کو لادینی (Secular) آجکل کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ جس کو رعایا کے مذہب و عقیدہ سے سروکار اور واسطہ نہ ہو۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس حکومت میں صرف لامذہب اور ملحد ہی بستے ہوں کوئی دیندار پایا ہی نہ جائے غرض صرف یہی ہے کہ امورِ سلطنت مذہبی تعصب سے بالاتر رہیں۔ ان کی انجام دہی میں بجز انصاف کسی مذہبی پاسداری کا شائبہ تک نہ ہو۔

ایک زمانہ میں علمبردارانِ عیسائیت نے مسلمانوں کے خلاف عیسائی دنیا کو مذہب کا نام لے کر بھڑکایا اور شمشیر بکف ہو کر میدانِ جنگ میں ڈیرہ جما بیٹھے۔ اس کے نتائج سے وہ قطعاً ناپید رہے۔ کچھ مدت تک یہ حاسدانہ جنگ جاری رہی لیکن ہزیمت پیہم نے اس جنونِ مذہبی پر امن و امان کا پانی چھڑک دیا۔ لاکھوں نفوس نے اپنی قربانی سے ابد الآباد تک کے لئے یہ سبق ازبر یاد کرا دیا کہ مذہب کے نام پر جدال و قتال کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اور اس کے ردِعمل کے طور پر یورپ خوابِ غفلت سے نہ صرف بیدار ہوا بلکہ اس کا جذبہ بھی بے اختیار ہو گیا۔ المستفز سہلۃ النطق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عیسائی مبلغ چار دانگ عالم میں تبلیغ کے لئے پھیل گئے۔ اب ان کی ظلم و تعدی پر نہیں بلکہ خلوص و محبت و ایثار پر مبنی پالیسی کے باعث دنیا کا تاریک ترین گوشہ بھی ان کے وجود سے خالی نہیں ہے۔ ڈاکٹر اپنے کمالِ فن سے عوام کے دل موہ رہے ہیں وہ دنیا میں مسیح اور ان کے مذہب کو اپنی مہارت مشق اور مسیحائی سے کافی روشناس کرا چکے ہیں۔ یہ عملی ترقی عیسائیت میں فرقہ بندی کو ختم کرنے والی ثابت نہیں ہو سکی ہے۔ تاہم ان کے اندر فرقہ وارانہ حسد و منافرت نہیں رہی۔ تاہم فرقہ جات میں اضافہ ضرور ہو گیا ہے۔ لکم دینکم ولی دین کے اصول پر ہر فرقہ اپنی مساعی جمیلہ میں بلا تعرض و بلا مزاحمت و مداخلت منہمک و سرگرم عمل ہے۔ نتیجۃً عیسائیت نے سندِ تعمیم حاصل کر لی ہے۔

یہ تاریخی حقیقت مسلمانوں کے لئے بھی ایک سبق ہے کہ غیر تبلیغی مذہب کے افراد تبلیغ میں تن من دھن سے معروف و منہمک ہیں مگر مسلمان جن کا جزوِ ایمان تبلیغ ہے وہ اس سے بالکل غافل ہیں۔ اس فرض کو خیرباد کہہ کر اس نے صرف حصولِ اقتدار کی خاطر جماعت سازی کو اپنا مشغلہ بنا لیا ہے۔ جو اندرونی و بیرونی ابتری و خلفشار کی اساس ہے۔ تبلیغ مسلمان کے جملہ امراض کے علاج کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ حکومت کا استحکام اسی میں مضمر ہے۔ اس میں توسیع کے اسباب و وجوہ فراہم ہو جائیں گے۔ تبلیغ کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ باہم دگر کیچڑ نہ اچھالا جائے۔ خلوصِ نیت اور صفائی قلب کو بلا کسی تعصب کے اس کا حکم و رہنما گردانا جائے۔ باہمی چپقلش کے نتائج کبھی خوشگوار نہیں ہوتے ہیں۔ مسلمان قوت حاصل کر لیں تو دوسری حکومتیں اپنی حکومت میں شرکت کی دعوت دینے پر آمادہ ہو جائیں گی۔ اسلام کی صداقت خود اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ اس کا ہر حکم خشیت اللہ پر مبنی ہے۔ صراطِ مستقیم اس کی رہبری و رہنمائی کرتی ہے۔ تجارت میں صداقت اور راستبازی کی خاص ہدایت ہے۔ سیاست کو اس سے مبرا و مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ اصولِ مذکورہ پر عمل پیرائی اقتدار پر منتج ہوتی ہے۔ اس کے لئے کسی مولوی ملّا یا پیر کا ہونا لازمی نہیں ہے نہ کسی فرقہ یا جماعت کا لزوم ہے۔ سیاست جماعت بندی کو پیدا کرنا مضر ثابت ہوتا ہے۔ جماعت سازی اور علیحدگی پسندی اصولِ اسلام کے مغائر ہیں۔ یہ افتراق و نفاق کی غمازی پر دال ہے۔ کبر و نخوت کے نتیجہ میں ایک فرقہ دوسرے کو باطل پرست، اسلام سے خارج و کافر کہتا اور خود کو نجات کا مستحق تصور کرنے لگتا ہے۔ نجات کا یہ مزعومہ ادعا و استحقاق، انشقاق و افتراق کا باعث ہوتا اور قعرِ مذلت میں دھکیل دیتا ہے۔ ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ میں عیسائیوں کو اسی آزار نے کہیں کا نہ رکھا تھا۔ اس آزار سے شفایابی تو درکنار مسلمان نے اس پر ہنوز توجہ تک نہیں کی ہے۔ حالانکہ تبلیغ و نسخۂ اکسیر پُرتاثیر ہے جس نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ہے۔

جماعت احمدیہ نے خدا کے فضل سے اس نکتہ کو پا لیا ہے اور وہ سرگرم تبلیغ ہے۔ لیکن اس کی کامیابی و کامرانی نے حسد کا وہ شعلہ بھڑکایا ہے کہ پناہ بخدا مسلمان اس سے اور بھی حواس باختہ ہو گیا ہے۔ وہ بجائے اپنی فلاح و اصلاح پر توجہ دینے کے جماعت احمدیہ کو خائب و خاسر دیکھنے کا متمنی ہے۔ اس نے اس قرآنی حکم کو فراموش کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی حمایت و امداد کیا کرتا ہے بعض سنجیدہ حضرات اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ تاہم وہ قرار واقعی اور ضروری توجہ نہیں ہے۔ خود ساختہ زرید و دین۔ زمانہ حال کے قاید بخیالِ جلبِ منفعت اس توجہ مذکورہ میں بھی مانع و مزاحم ہے۔ اسی میں وہ اپنی عافیت تلاش کر رہا ہے۔ زمانہ اس بساط سے نقاب اٹھا رہا ہے۔ سیاسی شیطان اپنی دسیسہ کاریوں میں ہمہ تن معروف ہے۔ مولوی مودودی صاحب اور مولوی غلام غوث صاحب ہزاروی کے باہمی نزاعات اس برصغیر میں موضوعِ گفتگو بنے ہوئے ہیں۔ بریلوی چیں بجبیں ہیں تو حضرات دیوبند بھی خاموش نہیں ہیں۔ سیاسی شیطان قہقہوں کے غل غپاڑہ میں بزعم خود خوش و خرم ہے۔ یہ مسلمہ ہے کہ اسلامی احکام سیاست پر بھی حاوی ہیں۔ اور کسی سیاسی جماعت کی تشکیل کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ ”سیاست کو مذہب سے علیحدہ رکھنا چاہیئے۔“ اس مقولہ کا یہ منشا نہیں لیا جا سکتا ہے کہ اسلام کو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلامیوں کے سیاسی خیالات و جذبات کلی طور پر ایک ہونے چاہیئں۔ اس لئے کہ ان کا خدا رسول اور کتاب ایک ہے۔ سیاسی جماعتوں کی تشکیل بوجوہِ مذکورہ ممنوع قرار دی ہے۔ اس نقطہ نظر سے اگر اسلامیان متحد و مرتکز ہو جائیں تو دنیا کے تمام نزاعات کا حل نکل آتا ہے۔ اور نفاق سے منزہ و مبرا ہو کر امن محض میں منتقل ہو جائے۔ اشتراکیت اور دیگر نظاموں کا معاشرہ کی نسبت ایک نقطۂ نظر نہیں ہے اس لئے اتحاد و اتفاق کا امکان حدِ نظر سے غائب ہی رہے گا۔

پس تبلیغ ایک ایسی موثر اندآفریدہ اکسیر ہے جو تنِ مردہ میں جان ڈال سکتی ہے بشرطیکہ خلوص و صداقت کی چاشنی کی آمیزش اس میں ہو۔ کاش مسلمان اس نکتہ کو سمجھ لیں اور باہمی مناقشات میں الجھنے کی بجائے قرآن بدرست اور خلوص در دل لئے نکل کھڑے ہوں تو صداقت کی شمع خود بخود ظلمتوں کو دور کرتی چلی جائے گی۔

---

## ۳۱ر جنوری یاد رکھیں

تحریکِ جدید کے وعدوں کی نقد ادائیگیوں کی اگلی فہرست ان مخلصین کے اسمائے گرامی پر مشتمل ہو گی جو ۳۱ر جنوری تک سو فیصد ادائیگی فرما دیں گے۔ یہ فہرست دفتر ہذا کی طرف سے ۲۱ر فروری کو حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھیجی جائے گی۔ انشاء اللہ

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

# ایک لاجواب چیلنج

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ مظفرپور

قرآن کریم ۔ اللہ تعالیٰ کا وہ پُرحکمت کلام ہے کہ جس کے حقائق و معارف کبھی ختم نہ ہوں گے۔ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تفسیر بیان کر دیتا ہے اور ہر طالب حق کو حق و باطل میں فیصلہ کر کے دکھا دیتا ہے۔ مندرجہ ذیل چیلنج میں قارئین کرام اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں گے جو ایک مشہور دیوبندی عالم مولانا ابوالوفاء صاحب کو دیا گیا ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم مولانا ابوالوفاء صاحب

بتوسط جناب شیخ محمد حنیف صاحب صدر جماعت احمدیہ بکھوڑ و محترم مولوی سید حسن صاحب بیڈ مولوی بکھوڑ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ بکھوڑ کی ایک چٹھی سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بکھوڑ کے ایک جلسہ میں ۱۹ر دسمبر کو جو آپ کی ایک تقریر ہوئی ۔ اس میں آپ نے جماعت احمدیہ کے خلاف بہت کچھ غم و غصہ کا اظہار فرمایا اور منافرت پھیلائی نیز سورہ مائدہ کی آیت قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ الخ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا استدلال فرمایا اور بتایا کہ

حیاتِ مسیح کے لئے یہ ایک فیصلہ کن آیت ہے

جہاں تک آپ کے جماعت احمدیہ کے خلاف غیظ و غضب اور دشنام دہی کا تعلق ہے ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھ دے اور آپ سنجیدگی کے ساتھ علمی اور مذہبی باتوں پر غور کرنے کی توفیق پائیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پس ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس رویہ پر نظر ثانی کرنے کی توفیق عطا فرما دے اور آپ تکذیب سے باز آجائیں۔ اور اسلام کی "الصلح خیر" اور امن پسند تعلیم کو اپنانے میں کامیاب ہو جائیں ــــ لیکن جہاں تک قرآن کریم کی ایک آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے استدلال کا سوال ہے اس کے متعلق میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ واضح رنگ میں احقاق حق کی کوشش کروں ۔ اور یہ ثبوت قائم کردوں کہ آپ کا یہ استدلال اسلوبِ قرآن اور صحیح مفہوم قرآن کے سراسر خلاف ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ صحیح ترین تفسیر "تفسیر القرآن بالقرآن" ہی ہو سکتی ہے ۔ لہٰذا میں اسی اصل کی رو سے آپ کے اس استدلال کی تغلیط پیش کرتا ہوں و ما توفیقی إلّا باللہ العلی العظیم۔

آپ کے نزدیک محلِ استدلال آیت کریمہ یہ ہے :-

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ (المائدۃ) یعنی کہہ دے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے مقابلہ میں کون کسی بات کی طاقت رکھتا ہے

اس آیت کریمہ سے آپ کا استدلال یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تھے

اس استدلال کے جواب میں خاکسار قرآن کریم کی ایک دوسری آیت تفسیر القرآن بالقرآن کے طور پر پیش کرتا ہے جو یہ ہے :-

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا (الفتح) یعنی کہہ دے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو کوئی نفع دینا چاہے تو اس کے مقابلہ میں کون تمہارے لئے کسی بات کی طاقت رکھتا ہے ۔

ان دونوں آیات میں نو الفاظ مع صیغہ کے مشترک ہیں ۔۔۔ اور استدلال یہ ہے کہ جس طرح نفع اور نقصان والی آیت سے کسی شخص کا یہ استدلال کرنا بالبداہت غلط ہوگا کہ اس آیت کریمہ کے وقت نزول تک اللہ تعالیٰ نے مخاطبین کو نفع اور نقصان نہیں پہنچایا تھا اسی طرح "مسیح ابن مریم" والی آیت سے آپ کا یہ استدلال کرنا بھی بدیہی طور پر باطل ہوگا کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تھے ۔ لہٰذا آپ کا اس آیت کریمہ کو حیاتِ مسیح کے لئے فیصلہ کن قرار دینا تفسیر القرآن بالقرآن کے اصل کے سراسر خلاف اور تفسیر القول بما لا یرضی قائلہ کا مصداق ہے ۔ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّاُولِی النُّھٰی

اس تعلق میں آپ کی توجہ اس آیت میں المسیح ابن مریم کے بعد کے قرآنی الفاظ کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں یعنی اُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ کیا آپ ان الفاظ سے اس استدلال کی جرأت کر سکتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور زمین میں بسنے والے تمام لوگ فوت نہ ہوئے تھے ۔ خدا کے لئے ایسا استدلال نہ فرمائیے جو بالبداہت غلط اور مضحکہ خیز ہو اور قرآن کریم کی حکمت بالغہ کے منافی ۔

## کھلا چیلنج

آپ نے چونکہ زیرِ بحث آیت کریمہ سے حیاتِ مسیح کا استدلال کرتے ہوئے اس کو فیصلہ کن قرار دیا ہے اس لئے اتمام حجت کی غرض سے ہم آپ کو ایک چیلنج بھی دیتے ہیں ۔ چیلنج یہ ہے کہ آپ بھی قرآن کریم سے کوئی ایسی آیت پیش کریں جس میں کم از کم نو الفاظ مع صیغہ و ترتیب کے آیت "المسیح ابن مریم" کے ہی استعمال ہوئے ہوں اور آپ کے استدلال کی اس آیت سے تائید بھی ہوتی ہو ۔ دوسرے اُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا کے الفاظ کا سباق سے معنوی تعلق اور حکمت واضح ہوتی ہو

ہماری طرف سے آپ کو کھلم کھلا اور ببانگ دہل چیلنج ہے کہ آپ ہرگز ہرگز کوئی ایک بھی ایسی آیت پیش نہ کر سکیں گے ۔ اور نہ سیاق و سباق سے اپنے استدلال کی تائید کر سکیں گے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

اب آپ کے لئے صرف تین راستے کھلے ہیں

اوّل ۔ آپ چیلنج کا جواب دیں ۔ سو یہ ایک لاجواب چیلنج ہے ۔ جس کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے ۔

دوم ۔ آپ اپنے استدلال کو تحریری معذرت کے ساتھ واپس لے لیں ۔ سو یہ امر آپ کی نیکی پر دلالت کرے گا ۔ کیونکہ ؎

جب کھُل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

سوم ۔ آپ بالکل خاموش ہو کر بیٹھ جائیں ۔ سو اس تیسری راہ کو اختیار کرنے کی صورت میں آج سے ساٹھ سال قبل کی جانے والی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کی آپ عملی تصدیق کر دیں گے فھو المراد :-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا ۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا ۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور ، اور دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"

(تجلیات الٰہیہ)

اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کس راستہ کو اختیار کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی راہ نمائی فرمائے ۔ اور قبولِ حق کے لئے آپ کے سینہ کو صاف کر دے ۔

و ما علینا الا البلاغ ۔

والسلام مع الاکرام
اسلام کا ایک ادنیٰ ترین خادم
عبدالحق فضل مبلغ انچارج صوبہ بہار
مقیم مظفرپور

# اصحاب احمدؑ کے سوانح

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ۔ ربوہ دارالہجرت

سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کے حالات جو ان کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کے متعلق ہیں مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے شائع فرما رہے ہیں حال ہی میں جلد دوازدہم چھپی ہے جو چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ کے حالات پر مشتمل ہے اس میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی پیدائش اور ان کی والدہ مرحومہ کے ایمان افروز واقعات بھی ہیں ۔ یہ سلسلہ نہایت مفید اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے دلیلِ راہ اور حقائق آگاہ ہے ۔ ضروری ہے کہ جہاں ہر سال ایک نہ ایک ضخیم جلد اکابر کے سوانح پر شائع ہوتی ہے وہاں دوسرے کئی ایک اصحاب کے جستہ جستہ حالات پر مبنی جلد بھی چھپے تاکہ سارا میٹیریل جلد منصۂ شہود پر آسکے ۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ کم از کم ایک ہزار مستقل خریدار ہوں جن کو کتاب چھپتے ہی بھیجی جا سکے ۔ اور آئندہ دوسری جلد کے اخراجات مہیا ہو سکیں ۔ بہتر ہے کہ شہروں اور دیہات کے علاقے مقرر کر دیئے جائیں اور ان میں رہنے والے احمدیوں کے بزرگوں یا خواص کے سوانح مرتب کر دیئے جائیں ۔ اور ساتھ ہی اس علاقہ کی احمدی جماعتیں اور ورثاء بالخصوص اس کتاب کی طباعت کا خرچ بھی جمع کر دیں ۔ جو بآسانی دیا جا سکتا ہے حالات اس طرح بہ کثیرے اور جمع کئے جائیں جیسا کہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ نے سابق سرحد کے احمدی اصحاب کے سوانح شائع کئے ۔ یہ کام جلد سر انجام ہو جانا چاہئے کیونکہ اصحاب کی تعداد رفتہ رفتہ بہت کم ہو رہی ہے ۔ چنانچہ حال ہی میں چھپا ہے کہ خطۂ کشمیر کے آخری صحابی مسیح موعود علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے اس خبر سے میں سخت متاثر ہوا اور اسی وقت چند اشعار زبانِ قلم پر آئے جو یہ ہیں :-

وہ آخری صحابی حضرت مسیح پاک
اللہ اور اس کے رسول کے حبیب تھے
ایمان لائے اپنے امام الزمان پر
پایا جو یہ شرف تو بڑے خوش نصیب تھے
وہ بہرہ مند دولتِ روحانیت سے تھے
گو تھے غریب پر وہ عجیب و غریب تھے
عمرانِ لیب کہتے حبیب اللہ رب ہم
(۱۳۴۴ ، ۱۳۴۲ دلچسپ ہجری شمسی (۲))
وہ خطّۂ کشمیر سے آخری خسروِ حبیب تھے
افسوس ہے کہ آنکھوں سے اوجھل ہوئے ہیں وہ
کشمیر میں جو یاروں کے اکمل قریب تھے

---

۱ حضرت مولوی حبیب اللہ صاحبؓ آسنور کشمیر جن کا نومبر ۱۹۶۲ء میں انتقال ہوا

۲ ۱۳۴۴ ـ ۲ ـ ۱۳۴۲ ہجری شمسی یعنی حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب کا سنہ انتقال

# رمضان المبارک کے برکات و فضائل

از مکرم مولوی عبداللطیف صاحب ملکانہ مولوی فاضل قادیان

ماہِ رمضان ایک مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور شفقت کا کامل جذبہ پیدا کر دینے کی امتیازی شان رکھتا ہے۔ حضرت شارع علیہ التحیۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اگر دیکھا جاتے تو روزہ، مذہبِ اسلام میں مقرر کردہ جملہ عبادات کا روح پرور مجموعہ ہے۔ چنانچہ نمازوں کی پابندی دعاؤں میں التزام، ذکر الٰہی کی طرف توجہ، تلاوتِ کلام پاک کا تعہد، صدقہ وخیرات کا اہتمام، یہ سب نیکیاں اس برکت والے مہینہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ کس قدر بلند شان رکھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حق تعالےٰ نے اس کے متعلق فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ۔

یعنی رمضان کا مبارک مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جیسی اعلیٰ و اکمل کا نزول شروع ہوا ایسی کتاب جو تمام لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہے اور اس میں روحانیت کے حصول اور حق و باطل کو ممتاز کر دینے والے واضح دلائل موجود ہیں۔

رمضان المبارک کی برکات و فضائل کے بیان میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس بابرکت مہینہ میں اپنے قرب کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے جیسے فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ یعنی اس برکت والے مہینہ میں اگر میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو ان کو بتا دے کہ میں ان کے قریب ہی ہوں جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب بھی دعا کرنے والا کوئی دعا کرے۔ میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ دعا کرنے والا مجھے بھی (یعنی میرے حکم کو) قبول کرے اور مجھ پر پختہ ایمان و یقین رکھے تا ہدایت پاتے۔

یوں تو اللہ تعالےٰ ہر دم پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے لیکن رمضان المبارک کی یہ خاص فضیلت ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل کی بے پناہ بارشیں اس مہینہ میں پے در پے ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ خود ہی سائل کا جواب بن جاتا ہے اور اس کے قریب تر آجاتا ہے اور اس پر اپنی رحمتیں نچھاور کرتا ہے۔

فیوض اور برکاتِ الٰہی کے ان لازوال اور بیش بہا خزائن کی تقسیم رمضان کے مقدس ایام میں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے چنانچہ لیلۃ القدر جو رمضان شریف کا مقدس ترین حصہ ہے، وہ بھی اس مبارک مہینہ میں آتی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

یعنی ہم نے قرآن کریم کو ایک (عظیم الشان) تقدیر والی رات میں اتارا ہے اور اے مخاطب! تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) رات جس میں تقدیریں اترتی ہیں کیا شے ہے! یہ (عظیم الشان) تقدیر والی رات تو ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔ خدا تعالےٰ کے خاص حکم کے تحت اس میں ملائکہ اور روحِ کامل کا نزول ہوتا ہے۔ اور اپنے ساتھ ہر قسم کی دینی و دنیوی سلامتی کی باتیں لاتے ہیں اور یہ سلسلہ طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

غور فرمایئے کہ کس قدر عظیم الشان ہے یہ رات اور کتنا رفیع المرتبت ہے یہ مبارک و مقدس مہینہ جس کی صرف ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

## رمضان المبارک کی برکات از روئے حدیث

قرآنِ حکیم کی آیاتِ بینات کے بعد رمضان المبارک کی برکات کے متعلق چند احادیث بھی سُن لیجئے

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جب رمضان شریف آجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ قالَ رَسُولُ اللّٰہ صلعم إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النِّيرَانِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا یعنی رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطان و سرکش جن قید کر دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ جن میں سے کوئی نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اس میں سے کوئی بند نہیں کیا جاتا (ترمذی)

۲۔ حضرت سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں سے ایک کا نام ریّان (یعنی سیری) ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (بخاری)

۳۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا (صحیح بخاری)

مروی ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اس لئے مناسب ہے کہ ایک انسان روزے میں فحش اور جہالت کی باتیں نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑنے لگے یا گالی دے تو کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں اور فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ایک روزہ دار میری رضا کے حصول کے لئے روزہ رکھتا ہے اور اپنا کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی خواہش ترک کر دیتا ہے۔ چونکہ روزہ خاص طور پر میرے رنگ میں رنگین ہونے کے لئے رکھتا ہے اس لئے میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان شریف میں سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ روزے کا التزام کرے۔ ثواب کی خاطر اسے پورا کرے اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اور جو شخص اس نیک جذبہ کے ماتحت رات کے وقت ذکر الٰہی اور نوافل کی ادائیگی کا التزام کرے گا تو اس کے بھی تمام سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اور اسی طرح جس نے لیلۃ القدر میں ایمان و ثواب کی خاطر قیام کیا اس کے بھی سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ (ترمذی)

## روزے دار کو افطاری کرانے میں ثواب

جہاں روزہ رکھنے والا خدا تعالیٰ سے اجرِ عظیم کا مستحق ہوتا ہے وہاں روزہ دار کی افطاری کرانے والے بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلعم نے شعبان کے آخری دن یہ خطبہ ارشاد فرمایا:-

"اے لوگو ایک عظیم مہینہ عنقریب آرہا ہے یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس رات کا قیام نفل بتایا ہے جو کوئی اس میں قربِ الٰہی کے حصول کی کوشش کرے اسے یہ مقصد مل جائیگا، فرمایا۔ صبر کا مہینہ ہے اور یاد رکھو صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غمخواری کا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے جس نے روزہ دار کو افطار کرایا۔ یہ نیکی بھی اس کے گناہوں کی بخشش اور اس کو آگ سے بچانے کا موجب ہوگی۔ حتیٰ کہ پاکیزہ نیت اور خلوص کے ساتھ افطار کرانے والے کو بھی اس روزہ دار جتنا ثواب مل جاتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر سے کچھ بھی کم ہو"

## روزہ کی اہمیت

بیشک اصطلاحی رنگ میں روزہ نام ہے سحر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر مخصوص تعلقات سے پرہیز کرنے کا۔ لیکن اگر اس کے ساتھ روزے کا اس طرح خیال نہ رکھا جائے جو اصل مقصود ہے تو ایسا روزہ بھوک پیاس سے زیادہ کچھ نہیں اسی لئے حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ یعنی جو شخص روزہ سے ہوتے ہوئے جھوٹ باتیں کہنے اور ایسے ہی بُرے عمل سے اجتناب نہیں کرتا خدا تعالےٰ کی درگاہ میں ایسے روزہ دار کے محض کھانے پینے سے باز رہنے کی کچھ قیمت نہیں اور جو شخص حتی الامکان ان احکام کی بجا آوری کا خیال رکھتا ہے اور ان کے مطابق اپنے روزے کی روح کو حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اس کے لئے بارگاہِ رسالت سے اللہ تبارک تعالیٰ کی یہ خوشخبری بھی بڑے ہی اطمینان کا موجب ہے کہ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔ چونکہ روزہ میری رضا کے لئے رکھا گیا اس لئے میں خود ہی اس روزہ کی جزا ہوں۔ اور جو شخص روزے کی اس روح کا خیال نہیں رکھتا اس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ یعنی کئی روزہ دار ایسے ہیں جن کا روزہ بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہیں کیونکہ وہ روزے کی اصل حقیقت اور روح یعنی تقویٰ کے حصول کی کوشش نہیں کرتے۔!

## رمضان المبارک اور صدقہ وخیرات

رمضان المبارک کی برکات میں سے ایک برکت صدقہ وخیرات کی کثرت ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو اپنی مشکلات سے نجات پانے کے لئے اور اپنے کمزور رشتہ داروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے صدقہ خیرات کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چنانچہ رمضان کے متعلق تو خصوصیت سے حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں آنحضرت صلعم کا ہاتھ صدقہ خیرات میں اس طرح چلتا تھا کہ گویا وہ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے قال كَانَ النَّبِيُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم الْقُرْآنَ۔ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے بھلائی پہنچانے میں بالخصوص جب رمضان میں حضرت جبریل آپ سے ملتے تو آپ اور دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے۔ جبریل علیہ السلام رمضان میں ہر رات آپؐ سے مل کر قرآن کا دور کیا کرتے۔ جب آپ کی جبریل سے ملاقات ہوتی تو آپ صدقہ و خیرات میں اس قدر سرعت فرماتے کہ تیز ہوا بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتی۔

## حرفِ آخر

رمضان شریف کی برکات اور

اس کے فضائل کے متعلق قرآن کریم اور احادیث سے کچھ حصہ ذکر کرنے کے بعد آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے دو حوالے اس سلسلہ میں نقل کئے جاتے ہیں جن میں ایک طرف تو رمضان المبارک کی عظمت شان کا جامع خاکہ پیش کیا گیا ہے تو دوسری طرف احباب جماعت کو بڑے ہی دلنشین پیرایہ میں ان قیمتی ایام میں پورا پورا روحانی فائدہ حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

—— (۱) ——

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالے کے احکام کے لئے ایک تپش اور جوش پیدا کرتا ہے اور روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ رمضان المبارک دعا کا مہینہ ہے مشہور۔ رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔"

(ملفوظات مسیح موعود صفحہ ۱۲۹)

—— (۲) ——

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خدا تعالے نے انہیں صحت دی ہوتی ہے، ایمان دیا ہوتا ہے رمضان کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں اور اللہ تعالے کے احکام کے مطابق مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ایک مہینہ کے برابر لمبی سرنگ تیار ہو جاتی ہے جس سے گذرتے ہوئے وہ اللہ تعالے کے فضلوں کو حاصل کر لیتے ہیں اور خدا تعالے سے اپنی دعائیں منوا لیتے ہیں۔ جن کو قبول کروانے کی صورت پہلے نظر نہیں آتی تھی۔ یہ لوگ جب رمضان المبارک میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی حالت اور ہوتی ہے، اور جب رمضان سے نکلتے ہیں تو ان کی حالت اور ہوتی ہے۔ بعض دفعہ وہ رمضان کے مہینہ میں ننگے داخل ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی عطا کی ہوئی خلعتوں سے لدے ہوئے نکلتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ روحانی بیماریوں سے مضمحل اور خمیدہ کمر کے ساتھ رمضان میں داخل ہوتے ہیں لیکن چست و چالاک اور تندرست شخص کی شکل میں رمضان سے باہر آتے ہیں۔ کئی لوگ روحانی طور پر اندھے داخل ہوتے ہیں لیکن سُجاکھے اور تیز نظر والے بن کر باہر نکلتے ہیں۔ کئی دل کے جذامی اس مہینہ میں داخل ہوتے ہیں لیکن جب یہ مہینہ ختم ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر خوبصورتی، رعنائی اور شادابی کا منظر ہوتا ہے۔ جسے ہر شخص دیکھتا ہے اور واہ وا کرتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس کی رحمتوں اور فضلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے خدا تعالے خود اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولتا ہے اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔"

(فرمودہ ۳۰ رمئی ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ)

غرضیکہ آنے والے مبارک مہینہ کی برکات و فیوض بے نظیر ہیں۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان مبارک ایام میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تاکہ ہم سب اس کے ازلی ابدی نور و رحمت کے حقیقی وارث بن سکیں۔ اور جب رمضان ہم سے رخصت ہو تو خدا تعالیٰ کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں۔ اور ہمارے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے رستے کھل جائیں آمین۔ اللھم آمین یا ارحم الراحمین ◆

### درخواست دعا

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال بدر میں مطبوعہ پروگرام کے مطابق ۱۵ر جنوری کو یوپی۔ بہار اور بنگال کے دورہ پر روانہ ہوتے تھے لیکن راستہ میں درد گردہ سے بیمار ہوگئے اور انہیں واپس قادیان آنا پڑا۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

چودھری سعید احمد درویش

بر موقعہ عرس حضرت سید شاہ چندہ حسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمقام گوگی

# تبلیغی اسٹال کا قیام

منجانب جماعت احمدیہ یادگیر

گذشتہ تین سالوں سے رائچور میں حضرت شمس عالم حسینی صاحبؒ کے عرس کے موقعہ پر جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے تبلیغی کتب کا اسٹال لگایا جاتا رہا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تبلیغ کا یہ نیا ڈھنگ بہت ہی کامیاب اور موثر ثابت ہوتا رہا۔ اس لئے امسال گوگی شریف عرس کے موقعہ پر بھی تبلیغی کتب کا اسٹال لگانے کا ارادہ ہوا

گوگی کے بزرگ حضرت سید شاہ چندہ حسینی صاحبؒ عادل شاہی حکومت کے زمانہ میں گوگی تشریف لاتے تھے اور اپنے تقویٰ و طہارت کے ذریعہ آس پاس کے علاقے کو اسلام کے نور سے منور کیا۔

گوگی شریف میں عرس ہر سال ۱۰ر شعبان کو ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ مذکورہ پر جماعت احمدیہ یادگیر سے چار افراد پر مشتمل ایک وفد جس میں مولوی محمد جعفر صاحب وظیفہ یاب تعلیمات مولوی نذیر احمد صاحب چودھری، محمد خواجہ صاحب حرف زنی، اور مقامی مبلغ مکرم مولوی فیض احمد صاحب شامل تھے روانہ ہوا۔ اس وفد کو خاکسار نے اپنی جیپ کار کے ذریعہ مع ضروری سامان اسٹال لے جاکر گوگی پہنچایا۔ وہاں پہنچ کر موزوں جگہ کا انتخاب کر کے اسٹال لگایا گیا اور اسے مختلف قسم کے تبلیغی پردوں سے مزین کیا گیا۔ جن میں دو بڑے پردے ان قطعات پر مشتمل تھے:-

۱۔ "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک"

۲۔ "شجرہ طیبہ مجددین"

یہ دونوں پردے عوام کے لئے جاذب نظر اور باعث کشش تھے۔ اور آنے جانے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ اس اسٹال میں مختصر گر ضروری تبلیغی لٹریچر رکھا گیا تھا۔ مثلاً "تحقیق اسلام"۔ "درِ منثور" اور "مقصد زندگی" جو ہم نے تبلیغ کی غرض سے شائع کی تھیں۔ اس اسٹال میں رکھی گئیں

۱۰ر جنوری ۱۹۶۳ء مطابق ۱۰ر شعبان ۱۳۸۲ھ کی دوپہر سے ہمارے اسٹال پر لوگوں کا ہجوم ہونا شروع ہوا اور آنے والوں سے احمدیت کے خصوصی عقائد "وفات مسیح" "ختم نبوت" اور "صداقت حضرت مسیح موعود" پر گفتگو ہوتی رہی۔ تین دن تک متواتر یہ سلسلہ جاری رہا۔ "تحقیق اسلام" ۵۰ عدد۔ "درِ منثور" ۲۵ عدد اور "مقصد زندگی" ۲۰ عدد رعایتی قیمت سے تقسیم کی گئیں اور اس کے علاوہ ٹریکٹ اور پمفلٹ ۵۰۰ کے قریب مفت تقسیم کئے گئے۔ بحیثیت مجموعی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ تبلیغی پروگرام کامیاب رہا قریباً ۳۰۰ احباب نے ہمارے تبلیغی اسٹال سے استفادہ کیا اور کافی متاثر ہوئے۔

اس سلسلہ میں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہوگا کہ جناب شمس عالم حسینی صاحب سجادہ نشین گوگی شریف نے ہمارے وفد کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور ہر لحاظ سے تعاون بھی فرمایا نیز مہمان نوازی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اور اپنی قیام گاہ پر دوستوں کو بلا کر تبلیغ بھی کرواتے رہے۔ میں موصوف کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے انہیں اس نیک سلوک کی جزائے خیر دے۔ نیز خلیل احمد صاحب احمدی تیماپور نے بھی وفد کے ساتھ ہر رنگ میں تعاون کیا اللہ تعالے انہیں بھی جزائے خیر بخشے۔ گوگی سے واپسی پر مکرم نعمت اللہ صاحب غوری کی موٹر پر اراکین وفد مع سامان واپس پہنچے

آخر پر میں تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے ہماری ان تبلیغی مساعی کے موثر نتائج پیدا فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ پیغام حق پہونچانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

خاکسار محمد الیاس احمدی سیکرٹری تبلیغ
جماعت احمدیہ یادگیر

## دورہ میں التوا

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال بدر مورخہ ۲۷-۱-۶۳ میں مطبوعہ پروگرام کے مطابق ۱۵ر جنوری کو اپنے دورہ پر روانہ ہوتے تھے لیکن افسوس ہے کہ وہ اچانک درد گردہ کی تکلیف ہو جانے کے باعث انہیں واپس آجانا پڑا۔ دوبارہ پروگرام مرتب ہونے پر جماعتوں کو اطلاع کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ

ناظر بیت المال قادیان

### ولادت و درخواست دعا

مورخہ ۲-۱-۶۳ کو اللہ تعالے نے خاکسار کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

خاکسار محمد اکبر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ تایش۔ پوپھم

# نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

## عہدیداران و احبابِ جماعت فوری توجہ فرمائیں

**سنہ ۱۹۶۲ء** کا سال ختم ہو چکا ہے اور یکم جنوری سنہ ۱۹۶۳ء سے نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ اگرچہ سنہ ۱۹۶۲ء میں مجموعی طور پر چندہ جات کی آمد گذشتہ سال کی آمد سے بفضلہ تعالیٰ زیادہ اور امید افزا ہے لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا اور تدریجی بجٹ کے لحاظ سے کثیر رقوم تاحال قابلِ ادا ہیں۔ خصوصاً موصی احباب کی طرف سے حصہ آمد کی وصولی کا جس حد تک تعلق ہے اس کی پوزیشن معیار کے مطابق نہیں۔

**تاریخ** شاہد ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانوں، اموال اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قربان کر دیا تھا۔ جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس رنگ میں دیا کہ وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے۔ اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا کا وارث بنا دیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ ایسے احمدی احباب جن کو محض دین کی راہ میں اپنی جانیں، اموال، اولاد عزتوں اور وطن کی قربانی دینی پڑی، نہ صرف قیامت تک کے لئے تاریخِ احمدیت کا سنہری باب بنے بلکہ وہ جو صحابہؓ کی طرح نانِ شبینہ کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولادوں کو دنیوی لحاظ سے بھی معزز اور ممتاز حیثیتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دین کی خدمت اور قربانیوں کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو یقیناً زیادہ جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور یہ مواقع آج صرف ہم احمدیوں کو ہی حاصل ہیں باقی تمام دنیا اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہے **وہ احمدی** جس کو دین و دنیا کی لازوال دولتوں کے پانے کی راہ دکھائی گئی ہے۔ اور وہ اس راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہا ہے۔

**سیدنا حضرت مسیح موعود** علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے، تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

**مزید فرمایا کہ:-**

"اگر تم خدا کے لئے تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دئے جائیں گے۔"

**مزید فرمایا کہ:-**

ز بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

یعنی خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا۔ اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود مددگار بن جاتا ہے۔

**اسی طرح** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اضافہ چندہ جات کے لئے احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:-

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنے تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپے چپے پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

**پھر بقایا داران** اور بے شرح افراد کی اصلاح کے متعلق عہدیدارانِ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان مال کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

**مزید فرمایا کہ:-**

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

**زکوٰۃ کے متعلق فرمایا:-**

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف بارہا قرآن کریم میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بیشک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس شخص کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔"

**پس احباب** جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور عہدیدارانِ کرام دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں مندرجہ بالا معیار پر پوری اترتی ہیں۔ کیا ہمارے جملہ بقایا داران، نادہند اور بے شرح افراد کی اصلاح ہو گئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے؟ جلدی کریں اور اپنے عمل سے اس معیار پر پہنچیں۔ جو ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے حضور ہم اپنے عہدِ بیعت کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور ہمارا نیا سال سنہ ۱۹۶۳ء ہمارے اخلاص، قربانی و ایثار میں ترقی اور خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو ہم پر لانے کا باعث بنے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو بہرحال پورے ہوں گے اللہ کرے کہ ان وعدوں کے پورا ہونے میں ہمارا بھی حصہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

بہ مفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

**جملہ احبابِ جماعت**، عہدیدارانِ کرام و مبلغین حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کو مالی قربانی کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کے لئے ابھی سے جد و جہد فرمادیں تاکہ ہمارا قدم اس جہت سے بھی ہر روز آگے بڑھتا چلا جائے۔ تا آنکہ ہمارا شمار بھی ان خوش قسمت بندوں میں ہو جائے کہ جن کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا

فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی ۝

**اللہ تعالیٰ** ہم سب کو اپنی رضا کی راہ پر چلا کر زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

**ناظر بیت المال قادیان**

---

## جزاکم اللہ احسن الجزاء

ہمارے بعض موصی احباب نے اپنا حصہ جائداد پورے کا پورا ادا فرما دیا ہے۔ اور بعض نے اقساط مقرر کر کے ادائیگی شروع فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے ان کے اخلاص و اموال میں ترقی دے اور دوسرے موصیوں کو بھی توفیق بخشے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

**سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان**

# خبریں

نئی دہلی ۱۰ر جنوری - چینی حملہ سے پیدا شدہ ہنگامی صورتِ حال کے پیش نظر آج پارلیمنٹ کا دوسرا ہنگامی اجلاس شروع ہوا جو پانچ دن تک جاری رہے گا - یہ اجلاس اپوزیشن پارٹیوں کے خاص مطالبہ پر منعقد ہوا ہے - اس میں بھارت چین سرحدی جھگڑے کے متعلق کولمبو کانفرنس کی تجاویز پر غور ہوگا - آج جب اجلاس شروع ہوا تو وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کولمبو کانفرنس کی تجاویز اور ان کے بارہ میں گھانا لنکا اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک کی طرف سے رکھی گئی وضاحتیں پارلیمنٹ میں پیش کر دیں۔

نئی دہلی - بھارت کے وزیر دفاع مسٹر چوان نے بتایا کہ چین نے بھارت کو اطلاع دی ہے کہ اس نے کل ۳۲۸۷ بھارتی فوجی اور غیر فوجی پکڑے تھے - ابھی تک بھارت کے دو ہزار فوجیوں کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل رہا اور وہ لاپتہ ہیں - بھارت نے کوئی چینی قیدی نہیں پکڑا - اب تک چینیوں نے ۷۲۹ بھارتی فوجی لوٹائے ہیں -

نئی دہلی - ۱۰ر جنوری - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ ایشیا اور افریقہ کے ۲۶ ملکوں نے چین کے ساتھ سرحدی جھگڑے کے سلسلے میں ہمدردی کے پیغامات بھیجنے کے علاوہ ویسے بھی بھارت کی پوری پوری حمایت کا اعلان کیا ہے -

نئی دہلی - ۲۱ر جنوری - پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں کہا کہ چین کے ساتھ سفارتی تعلقات توڑنے کا سوال اب سرگرمی سے زیر غور نہیں -

نئی دہلی - ۲۱ر جنوری - آج لوک سبھا میں وزیر دفاع مسٹر چوان نے بتایا کہ چیف آف آرمی سٹاف نے نیفا میں حالیہ لڑائی کا جائزہ لینے کا انتظام کیا ہے - وہ مسٹر ہیم بروا کے سوال کا جواب دے رہے تھے کہ آیا نیفا اور لداخ میں حالیہ شکستوں کی تحقیقات شروع کی گئی ہے -

نئی دہلی - ۲۱ر جنوری - آج وزیر اعظم نے لوک سبھا کو بتایا کہ سیکیورٹی فوج کو چینی خطرہ کے مقابلہ کے لئے بھیجے جانے کی کارروائی کے پیشِ نظر باغی ناگاؤں کی سرگرمیوں میں قدرے اضافہ ہو گیا ہے - دسمبر ۱۹۶۲ء میں باغی ناگاؤں نے ضلع سب ساگر میں ایک ٹرین پر حملہ کیا جس میں تین مسافر ہلاک ہو گئے - اور ۳۰ کو اغوا کر لیا گیا - جن میں مقامی کونسلوں کے کچھ ممبر اور کچھ سرکاری کرمچاری بھی تھے -

نئی دہلی - ۱۱ر جنوری - آج لوک سبھا میں وزیر دفاع نے کہا کہ امید ہے کہ روس سے چند ایم آئی جی قسم کے جہاز چند دن تک بھارت پہنچ جائیں گے - آپ نے کہا تعداد بتانا رائے عامہ کے مفاد میں نہیں ہوگا - البتہ روس صرف چند جہاز ہی دے سکے گا - بھارتی ہوائی بیڑے کی ضرورتیں ملک میں جہاز بنا کر پوری کی جائیں گی -

## ضمیر انسانی آستانۂ الوہیت پر

(بقیہ صفحہ ۵)

پھر اس روحانی لذت کا ذکر کرتے ہوئے پاکیزہ الفاظ میں فرماتے ہیں جو خدا کے کلام سے حاصل ہوتی ہے فرماتے ہیں :-

"دوستو! خدا کے تازہ بتازہ نشانوں میں ہی عجیب لذت ہے۔ اس لذت کی کیفیت ہم کیونکر بیان کر سکتے ہیں۔؟ کہ کس قدر ایمان کی ترقی کا وقت ہوتا ہے۔ جب کہ خدا کوئی غیب کی خبر ہمیں بتلا کر ثابت کرتا ہے کہ میں قادر ہوں اور ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر کے اپنی وحی سے ہمیں مطلع کرتا ہے۔ کہ میں تمہارا مؤید اور مددگار ہوں اور ہمارے دوستوں کی نسبت ہماری دعائیں قبول کر کے ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ میں تمہارے دوستوں کا دوست ہوں"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۹/۳۲۰)

اے بھائیو! بزرگو! اللہ تعالیٰ کی ہستی کی حقیقتوں کی حقیقت اور سب صداقتوں سے بڑی بلکہ اصلی صداقت ہے۔ سب اس کے پیدا کرنے سے پیدا شدہ ہیں وہ سب اس کے بندے اور وہ سب کا خالق ہے - وہ واحد لاشریک اور الحی القیوم ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین -

## لیڈر بقیہ صفحہ ۱

خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے جلو میں ہو صیام آپ کے پاس آن پہنچا - اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیے - اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے اور ساری دنیا کی بھلائی کے لئے وہ کچھ مانگو جو تمہارا مہربان آسمانی آقا آپ کو دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے - دیر صرف مانگنے کی ہے بس آؤ! مہینہ کے شروع ہوتے ہم دعا کریں کہ اے ہمارے پیارے آسمانی بادشاہ! ہم تیرے عاجز بندے تجھی سے مدد چاہتے ہیں تو جلدی کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے - اے ہمارے خدا تو ان برائیوں سے ہم کو بچا ہماری روحانی جسمانی ، علمی و اخلاقی سبھی کمزوریوں کو دور کر اور اے رحیم و مہربان خدا تو اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے ہم پر کھول دے کہ ہم تیرے ہی سہارے جیتے ہیں اور ہر دم تیرے ہی فضلوں کے طلبگار ہیں - !!

واغفرلنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین - اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم - واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ⁂

(م ح ب)

# قادیان میں سری گورو گوبند سنگھ جی کے جنم دن پر ایک تقریب

اس سال گورو گوبند سنگھ جی کے جنم دن پر گوردوارہ گوبند گڑھ قادیان میں گوردوارہ کے منتظمین کی دعوت پر جماعت احمدیہ کا وفد تقریباً رات کے نو بجے گوردوارہ میں گیا منتظمین نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کے طور پر گیانی عبد اللطیف صاحب کو تقریر کا موقعہ دیا۔ گیانی صاحب نے تقریباً پون گھنٹہ "مذہب کی ہم سے مانگ" کے موضوع پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے بتایا کہ زمانہ گذشتہ کے کچھ لوگوں کے نامناسب واقعات کو نشانہ بنا کر نفرت و تعصب کو پھیلانا عقلمندی سے بعید ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا معاملہ آج خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہم لوگ ان کی اچھائیوں یا برائیوں کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے ایسے لوگ سب قوموں میں ہوتے رہے ہیں - ہمارے لئے نہ ان کے نمونے قابل عمل ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو (جو سیاسی رنگ زیادہ رکھتے تھے) ہمارے لئے روحانی پیشوا ہونے کا مقام حاصل ہے اس لئے ان کے بعض کاموں کو ، جن سے قوموں کے جذبات بھڑک کر نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ان سیاسی رہنماؤں یا لیڈروں کے مقابلہ میں زمانۂ ماضی میں ہمیں ایسے بزرگ اور پاکباز لوگ بھی نظر آتے ہیں جن کے کارہائے نمایاں یا ان کے نیک نمونے قوموں میں محبت پیار ایکتا پیدا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں کیوں نہ ہم ان لوگوں کی پاک سیرت اور نمونوں کو اپنی ایسی مجلسوں میں دہرانے کی کوشش کریں -

اس کے بعد گیانی صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بیان کیا کہ مذہب دراصل ہم سے ایک روحانی انقلاب کی مانگ کرتا ہے۔ وہ ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ انسان خواہ وہ کسی قوم یا ملک سے تعلق رکھتا ہو اپنے دل و دماغ اور جسم میں ایسا پاک انقلاب اور تبدیلی پیدا کرے جس سے کہ انسان کے جسم کے تمام جوارح اور اعضاء کیونکہ ان اصولوں کو اپنے اوپر وارد کریں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یا مذہبی پیشواؤں نے مذہبی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک جی مہاراج کا یہ قول سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے :-

من جیتے جگ جیت

کہ دل پر قابو پا لینے سے سارے سنسار پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے پس دل کے سدھار کے لئے ہی ان روحانی پیشواؤں کو وقتاً فوقتاً اس دنیا میں آنا پڑا - ان کے آنے کا کوئی سیاسی مقصد نہ تھا اور نہ ہی یہ پاکباز لوگ جاگیرداریوں اور سرمایہ داریوں کو اکٹھا کرنے کی غرض سے آئے تھے اگر ایسا ہوتا تو گورو نانک جی نے کیوں تجارتوں سے بے رخی اختیار کر لی کیوں آپ نے خدا کی رضامندی کی خاطر سلطان پور میں ایک اچھی اور باوقار ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور خدا کی خوشنودی کو تلاش کرنے کی غرض سے دور دراز اور تکلیف دہ سفروں کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے گیانی صاحب نے گورو گرنتھ صاحب کے بہت سے شلوک اور شبد اس ثبوت میں بھی پیش کئے کہ وہ قومیں اور پاکباز انسان جو خدا کے لئے دنیا ترک کرتے اور اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی مالی اور جانی پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف سے بھی ایسے انسانوں اور قوموں کو ہر قسم کی دنیاوی جاہ و حشمت اور عزت و احترام بخشا جاتا ہے اور کوئی نعمت ایسی نہیں رہتی جو ان کو عطا نہ کی جائے۔

تقریر کے اختتام پر گیانی صاحب نے تمام سامعین سے بڑے ہی درد بھرے لہجہ میں گذارش کی کہ ہمیں خدا کے حضور اپنی بخشش کے لئے جھکے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم خطاکار گنہگار اور کئی قسم کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے پتلے ہیں - خدا کی کرپا اور اس کے فضلوں کے بغیر اس سنساری سفر کو پاکیزگی کے ساتھ اور خدائی ارادوں کے ماتحت طے نہیں کیا جا سکتا۔ ہم لوگ کیا حیثیت رکھتے ہیں - خدا کے مقرب اور پاکباز بندے بھی اس خدا کے تاروں سے ہمیشہ اپنی بخشش کی دعائیں مانگتے رہے اور اس کے رحم اور فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اس کی حضوری میں پہنچ کر اس طرح گڑگڑاتے رہے :-

جیتا سمند ساگر
نیر بھریا
تیتے اوگن ہمارے
کرپا کرو کچھ مہر اپاؤ
ڈبدے پتھر تارے
(شری گورو نانک)

ناظر امور عامہ قادیان